قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب بہ امداد عالیجناب جلالت مآب نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ العالی

الموسوم بہ

تالیف علامہ آقا میرزا محمد تنکابنی ترجمہ مولوی حکیم میر نادر علی صاحب رعد

در حیدری چھتہ بازار حیدرآباد دکن مطبوع شد

مرزا نادر علی رعد طبیب وہم مصنف ادار
۱۳۵۰ ھ

شبیہ رعد و موجز یادگار است
۱۳۵۰ ھ

احوال میرزا ابو القاسم قمی

میرزا ابو القاسم بن آخوند ملا حسن جیلانی رشتی عالم محقق و مدقق علامہ فہامہ از ہدا اہل زمان افقہ معاصرین رئیس امامیہ۔ آپ رشتی تھے تحصیل علم کیلئے اصفہان میں آئے میرزا حبیب اللہ اور میرزا ہدایت اللہ سے کہ آپ کے جد مادری تھے تحصیل علم فرمائی۔ آقا سید حسین خوانساری سے علم فقہ حاصل کیا آپ کی تالیف مشہور مثل کشکول شیخ بہائی ہے اس کا نام ۔ زہد و عبادت ہے باقی تالیفات یہ ہیں۔ قوانین الاصول ۲ جلد مرشد العلوم غنائم الایام و مناہج الاحکام فقہ میں معین الخواص جوابات مسائل ۳ جلد رسالہ وقف آپ کے استاد آقا سید حسین خوانساری اعظم فقہائے عصر سے تھے۔ صاحب رسالہ علم رجال ہیں۔ اور مشائخ سے صاحب اجازہ۔ اسکے بعد میرزا زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہو کر آقا محمد باقر بہبہانی کے شاگرد ہوئے تا اینکہ ان سے اجازہ حاصل کیا۔ ابتدائے حال میں فقر و فاقہ سے بسر ہوتی تھی آپ کے استاد آقا محمد باقر نماز جماعت اور نیابت بہ نفس نفیس ادا فرماتے تھے اسکی تنخواہ آپ کو دیتے تھے کہ فراغ بالی سے علم حاصل کریں۔ مشہور ہے کہ میرزا بعد وفات آقا محمد باقر کربلائے معلیٰ میں گئے اولاً استاد کے گھر پر جا کر آستان بوسی کی اسکے بعد

زیارت امام علیہ السّلام سے مشرف ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد اپنے والد کے وطن میں آئے اور درۂ باغ میں چند روز قیام رہا چونکہ وہ قریہ چھوٹا تھا اسباب معاش تنگ ہونے سے دوسرے قریہ میں گئے اس کے باعث حاجی محمد سلطان ہوئے یہاں دو شخص آپ کے شاگرد تھے۔ حاجی صاحب کے بھائی میرزا ہدایت اللہ۔ علی دوست خاں ولد حاجی طاہر خاں۔ نحو و منطق پڑھتے تھے لیکن اہل قریہ کو آپ کی قدر نہ تھی۔ آپ کے مخالف ملاے دہقانی نے اہل قریہ سے کہا تم میرزا سے کہو۔ مار۔ لکھیں۔ انھوں نے آپ سے کہا۔ آپنے لکھا۔ مار۔ یعنے م ا ر۔ ملائے دہقانی نے سانپ کی شکل بنائی سرگندہ و دنبالہ باریک اور اہل قریہ سے کہا تم خود انصافاً کہو شکل سانپ کی یہ ہے یا وہ ہے جو میرزا نے لکھی ہے چونکہ وہ سب جاہل تھے۔ ملائے دہقانی کی تصویر مار پسند کی۔ ایضاً۔ ایک دن دو شخص میرزا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس شخص سے حدث صادر ہوا ہے مدعی علیہ نے انکار کیا۔ میرزا نے جب یہ حال دیکھا دستِ دعا بلند کئے۔ اور کہا خداوندا اس سے زیادہ میری ذلت نہ ہو۔ بقول مؤلف ؎ مرغ دم سوئے شہر و سر سوئے دہ دم آن مرغ از سر او بہ ؛ بقول مولوی ردم ؎ دہ مرو دہ مرد را احمق کند ؛ مرد را بے عقل و بے رونق کند ؛ اس حال کے بعد آپ اصفہان کی طرف روانہ ہوئے وہاں بھی بعض علمائے دنیا نے آپ کی اہانت کی اس لئے وہاں سے شیراز میں دو تین سال تک قیام کیا اسوقت کریم خان سلطان تھے یہاں شیخ مفید اور انکے والد نے آپ کی اعانت کی دو سو تومان دیئے۔ آپ نے کتابیں خریدیں اور آخر بلدہ قم میں آگئے۔ بمضمون فان مع العسر یسرا۔ و۔ یابی اللہ الا ان یتم نورہ۔ و۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین خلاق عالم نے وسعت روزی عطا فرمائی۔ صاحب تالیف و تصنیف و مقابلہ و تدریس اور بقبول خاص و عام ہوئے نماز جمعہ و جماعت پڑھاتے تھے استفتا کے جوابات لکھتے تھے آپ کا فتویٰ ہے کہ کشمش مطبوخ حرام ہے ایضاً جائز سمجھتے تھے کہ مقلد برائے مجتہد خود مرافعہ کرے۔ آپ کا مدفن قبرستان بزرگ قم ہے

جس زمانہ میں مولف قم میں تھا میرزا کے مقبرے میں کتاب قوانین پڑھاتا تھا۔ قبر مبارک پر وہی کتاب رکھا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ مرحوم کو آقا محمد باقر بہبہانی اور آقا سید محمد باقر وغیرہ سے اجازت حاصل تھی۔ اس کتاب کے مؤلف کو حاجی ملا محمد صالح برغانی سے معلوم ہوا ہے کہ میرزائے قمی نے قوانین الاصول کی تالیف میں اسقدر فکر کی ہے کہ ثقل سماعت کے علیل ہوگئے تھے۔

احوال شیخ جعفر نجفی

شیخ جعفر بن شیخ خضر نجفی۔ عالم اذخر۔ استاد اکبر مہر سپہر فقاہت و جلالت ماہ فلک زہادت و نقاوت۔ رئیس ارباب عبادت صاحب کرامت نادر زماں اعجوبہ دوراں۔ انصاف تو یہ ہے کہ احاطہ فروع میں زمانہ غیبت معصوم سے اب تک تحت قبہ فلک قمر مانند شیخ جعفر کے دائرہ وجود میں دوسرے کمتر ثابت قدم رہے ہے تفریع و فہم میں مکلم شہید اوّل ہے چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔ الفقہ باق علی بکارتہ لم یمسہ احد الا انا والشہید و ولدی موسیٰ۔ آپ کا علم فقہ کتاب کشف الغطاء سے ظاہر ہے اور شہید اوّل کے معلومات فقہ کتاب قواعد شہید سے واضح ہے آپ کے بعد آپ کے فرزند اکبر جانشین ہوئے آپ بھی فقیہ اور فرید اور مثل اپنے والد کے تھے تحقیق و تدقیق سے پڑھاتے تھے۔ جب ان کا بھی انتقال ہوا تو شیخ کے فرزند اصغر جانشین ہوئے اور بہت شاگرد حاضر خدمت رہتے تھے۔ آپ کو محقق ثالث کہتے تھے آپ بھی مثل اپنے والد کے وحید عصر تھے۔ اس کا ثبوت کتاب عناوین ہے۔ تالیف سید فتاح بن علی مراغی اس کے مؤلف شیخ موسیٰ اور شیخ علی کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب قواعد شہید سے بہتر ہے۔ اس میں اکثر تحقیقات شیخ علی اور شیخ موسیٰ ہیں صاحب عناوین نے خود اس مضمون کا اقرار کیا ہے۔

آقا سید ابراہیم تحقیق و تدقیق میں اوحد زماں تھے سترہ ماہ تک شیخ علی کی مجلس میں حاضر تھے جسوقت شیخ علی اپنے بھائی کے بعد والد کے جانشین ہوئے ان کے چھوٹے بھائی شیخ حسن نے کہا کہ والد کی وصیت یہ تھی کہ اولاد میں سے جو افقہ ہو ان کا جانشین ہو میاں تم سے

زیادہ افقہ ہوں یہ سن کر شیخ علی نے کہا کہ ایلو میں نجف اشرف سے کربلائے معلےٰ جاتا ہوں میرے جانے کے بعد اگر طلاب یہاں رہیں اور تمہاری مجلس درس میں حاضر ہوں تو بیشک تم افقہ ہو شیخ حسن نے بھی یہ کلام قبول کیا شیخ کے جاتے ہی سب طلاب کربلائے معلےٰ چلے گئے شیخ حسن کے پاس ایک شاگرد بھی باقی نہ رہا۔ یہ حال دیکھکر خود شیخ بھی کربلائے معلےٰ میں گئے اور اپنے بھائی کو لاکر والد کی جائے پر بٹھایا۔ اور خود حلہ میں گئے۔ یہاں ایک مسجد تھی جس میں شیعہ نماز پڑھتے تھے۔ اور شیخ حسن امامت کرتے تھے اکثر عورتیں حاضر نماز رہتی تھیں۔ ایک دن ظہر کی نماز پڑھائی صفوف زنان سے صدائے حدث بلند ہوئی شیخ نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا خداوندا مقتدی عورتیں ہیں اور وہ بھی ایسی تھوڑے عرصہ کے بعد شیخ علی کا انتقال ہوا اور شیخ حسن جانشین ہوکر تدریس میں مصروف ہوئے۔

شیخ جعفر فرماتے تھے کہ میں نے کوئی حرام دعوت نہیں کھائی ہے جسوقت آپ وارد اصفہان ہوئے۔ عبداللہ خاں امین الدولہ نے آپ کی دعوت کی۔ ہر ایک قسم کے مال سے کھانا پکوایا تھا بعد طعام شیخ سے کہا یہ تمام مال حرام وجہ عشیرو مال کمرک تھا آپ نے کہا کمرک و وجہ عشیر مجہول المالک ہیں۔ مجہول المالک مجھ پر حلال ہے تجھ پر حرام حضرت بوقت طعام اولاد و احفاد کو جمع کرتے تھے ایک دو ساعت تک فقہ کی بحث رہتی تھی اسی وجہ سے آپ کی اولاد میں مرد و عورت سب فقیہ ہیں آپ نے اپنا کتاب خانہ بھی افقہ اولاد کے لئے وقف کیا تھا۔ مؤلف کتاب (یعنے مؤلف کتاب قصص العلماء) چندروز شیخ حسن کی مجلس درس میں حاضر رہتا تھا۔ مرحوم شیخ جعفر کی عادت تھی کہ ہر شب عیال و اطفال کو بیدار کرتے تھے اور کہتے تھے اٹھو نماز شب پڑھو۔ شیخ حسن کہتے تھے کہ میں اسوقت کم سن تھا۔ اکثر نیند کا غلبہ رہتا تھا جب والد مرحوم میرے قریب آجاتے میں کہتا اللہ اکبر جس سے تاریکی شب میں انکو معلوم ہو کہ میں مشغول نماز ہوں جب آپ مجھ سے خاطر جمع ہوکر دوسروں کو بیدار کرنے جاتے تھے میں سو جاتا تھا۔ جسوقت میر محمد علی باب نے

دو شخصوں کے ہات سے اپنا جعلی قرآن بغداد میں روانہ کیا تھا۔ بادشاہ بغداد نے کتاب لیکر ان دونوں کو قید اور مجلس مناظرہ مقرر کی۔ ایک تختِ رواں نجف اشرف میں شیخ حسن کے لئے روانہ کیا اور ایک تخت مؤلف کے استاد آقا سید ابراہیم کے لئے کربلائے معلےٰ میں اسطرح دونوں بزرگواروں کو طلب کیا۔ بروز مقررہ علمائے خاص و عام حاضر ہوئی علمائے عامہ نے کہا یہ قرآن بدعت ہے لانے والا دین میں مبدع و مفسد فی الارض ہے اس کا قتل لازم ہے۔ شیخ حسن نے کہا یہ کتاب قرطاس ہے ولا عمل بالقرطاس لیکن آیہ فلیکتب بینکم کاتب وآیہ ولیملک ولیہ محمول اسپر ہے کہ صاحب کتب کو جب خط اپنا محفوظ خاطر رہے اور علم حاصل ہوا ور شہادت بھی ادا کرے نہ اینکہ کتب بنفسہ حجت ہو یہ دو نفر کہ لانے والے اس کتاب کے ہیں عالم نہیں ہیں اس سے کہ جو کچھ کتاب میں ہے۔ اس کے مطالب کا بھی اعتقاد نہیں ہے۔ ان کو طلب فرما کر اعتقاد دریافت فرمائیے۔ اس کے بعد دونوں قیدیوں کی طلبی ہوئی اعتقادات دریافت کئے گئے انھوں نے کہا جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ نامعلوم ہے ہمارا اعتقاد مثل عام مسلمانوں کے ہے۔ شیخ نے کہا ان کا قتل کس طرح روا ہو سکتا ہے۔ یہ ایلچی ہیں۔ آقا سید ابراہیم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔ بادشاہ نے کتاب لے لی۔ اور دونوں قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ شیخ صاحب اور سید صاحب کی خدمت میں ھدیہ پیش کیا سید آقا کو ایک گھڑی ساٹھ تومان کی لی۔ اور اعزاز و اکرام سے روانہ کیا۔ ایک وقت شیخ حسن کاظمین کی زیارت کو گئے تھے۔ جسوقت حرم سے باہر نکلے آواز غنا محسوس ہوئی۔ آپ آگے نہ بڑھے وہیں سے مراجعت فرمائی۔ ابنِ طوسی نے میرزا محیط سے پوچھا آپ کے شیخ نے مراجعت کیوں کی۔ میرزا نے کہا انکے مذہب میں غنا جائز نہیں۔ ابنِ طوسی نے کہا شاید تمہارے شیخ نے قرآن شریف نہیں پڑھی۔ سورۃ جمعہ میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ لہو میں خیریت اور حسن ہے۔ جس طرح ظاہر ہے اگرچہ ما عند اللہ لہو سے احسن و بہتر ہے۔ اس لئے کہ خیر افعل و تفضیل ہے اور

افعل تفضیل دلالت ہے مشارکت مفضل پر اور مفضل علیہ منہ اصل فعل ہیں۔ میرزا محیط اس کے
جواب سے عاجز ہوا مؤلف کتاب نے اس کا جواب مشکلات العلوم میں لکھا ہے جلد اوّل
تفسیر میں بھی اس کی توضیح کی ہے ایک ان میں سے یہ ہے در مجرد از معنی تفضیلیت ہے اور
ازیکاب اس کا خالی تکلف اور صعوبت سے نہیں دیگر اینکہ حسن باعتقاد مخاطبین ہے اور
کلام جائے مجری اس کا صاف ہے۔ مخاطبین کا اعتقاد حسن لہو پر تھا وغیر ذالک من الاوجہ
اس مقام میں دوسرا سوال بھی وارد ہے کہ کس لئے خدا نے تجارت کو مقدم رکھا اور آخر
میں لہو کو مقدم کیا۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوًا۔ اس کے جوابات بھی اسی کتاب میں لکھے
گئے۔ ایک جواب یہ ہے کہ یہ کلام ترقی ہے ادنیٰ سے بہ اعلیٰ۔ ابن علوسی نے حالت نزع
میں کہا کہ میری وفات کے بعد بلا فاصلہ میرا وصیت نامہ دیکھو اور اسپر عمل کرو میرے سر کے
نیچے موجود ہے ان کی وفات کے بعد وصیت نامہ دیکھا گیا لکھا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں
خدا کی وحدانیت اور خاتم النبین کی رسالت پر اور اعتقاد رکھتا ہوں امیرالمومنین کی
خلافت بلافصل پر اور آپ کے گیارہ فرزند امام برحق ہیں لہذا میرا غسل وکفن ونماز
بطریق شیعہ ہو۔ بعض کا قول ہے کہ ملا آقائے دربندی کی فیض صحبت سے ابن علوسی شیعہ
ہو گئے تھے۔ واللہ العالم۔

شیخ حسن نے فقہ میں خوب کتاب لکھی ہے مؤلف جس وقت کتاب صوم لکھ رہا تھا۔ اسی
کتاب سے تائید ملی تھی۔ آپ کا فتویٰ ہے کہ حقہ کا دھواں کھینچنا مفطر صوم نہیں ہے۔ اصل عبارت
یہ ہے لا باس بدخان التنباک۔

جس سال مؤلف کے استاد آقا سید ابراہیم کا انتقال ہوا اسی سال مرض وبا سے شیخ کا انتقال
ہوا۔ آپ کے بعد شیخ مہدی بن شیخ علی جو آپ کے بھتیجے اور داماد بھی تھے۔ جانشین ہوئے
ان کے بعد جو اس زمانہ میں ہیں شیخ جعفر بن شیخ علی ہیں۔ یہ بھی فقیہ اور استاد فقہ ہیں۔ آپکا
تمام خاندان فقیہ ہے جسوقت ملا علی نوری کی وفات ہوئی حسب وصیت لاش کو نجف اشرف

میں لائے چونکہ شخص مشہور و معروف کی لاش کو جسوقت طواف کراتے ہیں خدام زیادہ رقم لیتے ہیں۔ لہذا آخوند کی لاش معلوم نہ ہونیکی غرض سے دوسری لاش کیساتھ کجاوہ میں رکھکر لائی گئی اس وقت شیخ علی بن جعفر کو رکو بھی یہ خبر معلوم ہوگئی تو آپ ایک جماعت علما کے ساتھ علم سیاہ لیکر استقبال کے لئے روانہ ہوئے خاص و عام بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ آج شہر نجف میں دکانات بند ہوں۔ جسوقت لاش کے قریب آئے تو آخوند کی لاش دریافت کی لانیوالوں نے کہا یہی لاش ہے جو مقابل دوسری نعش کے اونٹ پر ہے۔ شیخ پر ناگوار گذرا۔ ارشاد کیا ایسا ہانسو تو ماں دیکر اس لاش کو معروفیت و عزت سے لاتے یہ کہکر اسی وقت تابوت میں رکھا اور خود تابوت اٹھایا حکم دیا کہ اہل شہر دستہ دستہ استقبال کریں۔ اسی طرح تابوت کو حرم میں لے گئے۔ اور بعد طواف حسب وصیت۔ امیر المومنین کے کفش کن میں دفن کیا۔ مؤلف نے بھی آپ کی قبر کی زیارت کی ہے۔ آخوند ملا علی مؤلف کے والد کے استاد تھے مؤلف۔ اس وقت کم سن تھا ایک دن والد کو روتے ہوئے دیکھکر سبب پوچھا۔ والد نے کہا میرے استاد ملا علی کا انتقال ہوا ہے۔ میری آرزو تھی کہ تم جوان ہونے تک وہ زندہ رہتے اور تم کو پڑھاتے۔ ایضاً ہمیشہ والد مرحوم مجھکو وصیت فرماتے تھے کہ طب نہ پڑھنا میں خود پڑھکر پشیمان ہوا بلکہ معقول پڑھو۔ مؤلف بعض کے اصرار سے میرزا احمد تنکابنی ساکن طہران سے دو تین ماہ تک علم طب پڑھتا تھا اس کے بعد والد کی وصیت کے خیال سے اس فن کو ترک کیا اور معقول پڑھتا رہا۔ علم حکمت بھی سیکھا۔ مجملاً اینکہ تبحر فقہ کی تین قسمیں ہیں اول تاسیس فقیہ استدلال احکام۔ اس باب میں شیخ علی اور استاد مؤلف حاجی ملا احمد نراقی گویا منحصر تھے۔ دوسرے تفریع احاطہ مسائل فقہ اور فروع کی مطابقت قواعد سے اس مقام میں مانند شیخ جعفر اور شہید اول کوئی نہ ہوا۔ تیسرے تحقیق مسائل فقہ کہ مقام استدلال میں فتوے کو ہر مسئلہ میں بہ سبب تکثیر ادلہ بدیہی کرے یہاں اس مقام میں کوئی شخص مثل موسس بہبہانی آقا محمد باقر کے نہ ہوا۔ مشایخ اجازہ شیخ جعفر آقا محمد باقر

آقا سید مہدی بحرالعلوم وغیرہم شیخ جعفر کثیر الاکل تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہر وقت ایک من تبریزی طعام اور ششو درم پیاز اور دس عدد مرچ سیاہ بکرے کی نہاری کے ساتھ کہاتے تھے۔ ہر شب عورت نزدیک رہتی تھی۔ دو ثلث شب عبادت کرتے تھے اکثر اپنا مکان رہن رکہاتے تھے۔ اسکی رقم فقیروں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ بلاد ایران سے تنخواہ لیکر فک رہن کرتے تھے۔ سفر میں بھی کنیز ساتھ رہتی تھی۔ ایک وقت ارواح وادی السلام کی زیارت کے لئے آپ جا رہے تھے اور بھی اصحاب ساتھ تھے۔ ان میں میرزا ابوالحسن ملقب بہ خوش مزہ بھی ہمراہ تھے۔ ایک گدہے پر سوار تھے۔ جسوقت دروازہ سے باہر ہوئے سب وادی السلام کی طرف جا رہے تھے۔ اور میرزا ابوالحسن دوسری طرف چلے۔ شیخ جعفر نے کہا اس راستہ سے کہاں جاتے ہو میرزا نے جواب دیا مجھکو معذور فرمائیے میرا دراز گوش مجتہد اور خود رائے ہے۔ وہ جس طرف چاہتا ہے جاتا ہے۔ شیخ کو بے اختیار ہنسی آئی۔ آپ فرماتے تھے کہ تین سو بار کتاب شرایع کا سبق پڑہایا ہے۔ فقیہ کو ایسی مشق چاہیئے یہ بھی کہتے تھے کہ اگر فقہ کی تمام کتابیں محو ہوجائیں میں حفظ وضبط سے طہارت سے دیات تک لکھ سکتا ہوں۔ انصاف یہ ہے کہ ایسا ہی تھا۔ آپ کی فقہ کشف الغطا سے ظاہر ہے۔ مسائل فقہ مثل نگین انگشتری آپ کے ہاتھ میں تھے کہ جس طرف چاہتے تھے پلٹاتے تھے۔ آپ کی کرامت ہے کہ دعا کی تھی ہمیشہ اولاد واحفاد میں فقہ جاری رہے۔ دعا مقبول ہوئی چنانچہ آپ کا انتقال ہوکر سات سال کا عرصہ ہوتا ہے آپکی اولاد واحفاد میں سب حضرات فقیہ ہیں۔ ایضاً کرامت شیخ جعفر جسوقت آپ لاہجان میں تھے ایک شخص نے تنہائی میں آپ سے بیان کیا کہ میری دو بیبیاں ہیں۔ ایک دن جنگل میں ایک حسین عورت دیکھی اس کو دیکھکر ڈرتا ہوا پوچھا تو کون ہے یہاں کیا کرتی ہے اس نے کہا میں دختر جن ہوں تیری عاشق ہوں۔ جب تو گھر میں جائے میرے لئے ایک حجرہ خالی رکہنا۔ اپنی ازواج سے دور رہنا میں ہر شب تیرے پاس آیا کرونگی۔ مگر یہ راز کسی سے نہ کہنا۔ ورنہ تجھکو

ہلاک کر دونگی۔ میں گھر میں آیا تو ہر شب موجود رہتی ہے اس کی مقاربت سے ناتوان قریب المرگ ہو گیا ہوں۔ میرے واسطے بہت مال بھی لاتی ہے۔ جو اسی طرح محفوظ رکھا ہے۔ آپ نائب امام ہیں۔ اس بلا سے نجات دیجے۔ یہ سن کر آپنے دو رقعہ لکھدیئے اور کہا کہ ایک رقعہ اس مال پر رکھ اور دوسرا رقعہ اپنے ہاتھ میں رکھنا جس وقت دختر جن آئے یہ رقعہ اس کو دکھا کر کہنا کہ شیخ جعفر نے لکھا ہے اس شخص نے اسی طرح عمل کیا دختر جن آئی رقعہ دیکھکر دور ہو گئی۔ آخر اپنا مال لیجانا چاہا اس پر بھی شیخ کا رقعہ موجود تھا۔ اس مرد سے کہا اگر شیخ جعفر کا رقعہ نہ ہوتا تو تجھ کو ہلاک کر دیتی یہ کہکر ایسی غائب ہو گئی کہ پھر نہ آسکی۔

ایضاً ایک وقت آپ زنجان میں گئے تھے۔ ایک شخص نے اپنی دختر جمیلہ کو آراستہ کر کے آپکے گھر میں بھیجدی جب وہ حاضر ہوئی تو آپ اسکو دیکھکر متعجب ہوئے کہا تو کسکی دختر ہے اس نے کہا فلاں شخص کی بیٹی ہوں۔ پوچھا تو شیخ کے عقد میں رہنے راضی ہے اس نے کہا راضی ہوں۔ آپنے کہا تو ایسی حسینہ جمیلہ ہو کر اب تک بے شوہر کیوں رہی۔ عرض کی میں جس کی طالب تھی میرا باپ منع کرتا تھا۔ اور وہ جس سے عقد کر دینا چاہتا تھا میں نارضامند تھی۔ آپنے پوچھا تو جسکی طالب ہے وہ کہاں ہے اس نے کہا فلاں مکان میں ہے آپ نے کہا اب بھی تو چاہتی ہے کہ اس سے عقد ہو اس نے کہا اب کس طرح ہوگا۔ میں تو جناب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ بس یہی افتخار کافی ہے۔ آپ نے اسی وقت اس کے باپ کو طلب کیا اور یہ جس پر عاشق تھی۔ اس کو بھی طلب کیا اسی وقت عقد پڑھ کر طالب و مطلوب کو ملا دیا۔ یہ آپ کی کرامت ہے اگرچہ شہوت رکھتے تھے مگر امیر شہوت تھے۔ اسیر شہوت نہ تھے۔ مولوی روم نے لکھا ہے ؎ ہیں ہبین بلقیس ورنہ بدشود

شکر خصمت شود مرتد شود ؏ گر بود شہوت امیر شہوتم ؏ نے اسیر شہوت و روئے بہتم

آپ کے فتوے سے تعبیہ و تشبیہ حرام ہے۔ مؤلف کی رائے میں بھی یہی قول اقوی ہے

ایضاً آپ نے کہا استخارہ کے لئے تسبیح موجود نہ ہو تو بعض موئے ریش سے بحساب جفت طاق استخارہ دیکھ سکتے ہیں
آپ کا فتویٰ ہے کہ اگر جسد انسانی کو عتبات عالیات میں نہ لیجا سکیں جزو اعضا کافی ہے ایسے مقام
میں تعارض ہے درمیان دفع ضرر دنیوی و دفع ضرر اخروی ۔ ضرر دنیوی تو اذیت جسد اور
ہتک حرمت مومن ہے دفع ضرر اخروی یہ ہے کہ اس عضو کے منتقل ہونے سے عذاب
اخروی دور ہوگا۔ اس لئے آپ نے دفع ضرر اخروی کو مقدم رکھا مؤلف نے کتاب اصولیہ
میں لکھا ہے کہ دفع ضرر دنیوی مقدم ہے۔ تعلیقہ قوانین میں بھی یہ تفصیل بیان کیا ہے۔ ایک
سال شہر رشت میں آپ کا گذر ہوا تھا۔ نماز جماعت میدان وسیع میں پڑھائی مسجد میں
وسعت کم تھی۔ تمام اہل شہر موجود تھے نماز کے بعد سب نے وعظ کی فرمایش کی آپ نے کہا
میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا ہوں۔ لیکن اصرار بیحد ہوا تو آپ منبر پر گئے۔ ارشاد کیا
ایھا الناس تم سب مروگے شیخ بھی مرتا ہے قیامت کی فکر کرو۔ ایھا الناس تمہارا شہر
رشت مثل بہشت ہے اس شہر میں مکانات عالی ہیں۔ باغ اور نہر اور عورتیں مثل حور اور
خادم مانند غلمان سب موجود ہیں بہشت میں تکلیف عبادت نہیں ہے اسی طرح رشت میں
بھی نماز و روزہ اور عبادت موقوف ہے یہ کہکر آپ نے ایک ذاکر کی طرف نگاہ کی
جو پائے منبر بیٹھے تھے۔ اور کہا کہ آپ ذکر مصیبت فرمائیے یہ کہکر منبر سے اتر گئے رشت کے
رہنے والے تن پرور اور عیاش تھے خود امام جماعت نوافل ادا نہیں کرتے تھے اسلئے
اس مضمون کو آپ نے بعبارت مذکورہ بیان کیا۔ اس دن سے ایمہ جماعت نوافل بھی پڑھنے
لگے۔ اسی طرح قزوین میں بھی وعظ کی فرمایش ہوئی۔ آپ نے کہا ایھا الناس کیا تم شیعہ
نہیں ہو۔ عقد انقطاع کا تم میں رواج کیوں نہیں ہے۔ یہ تمہارے علما کا قصور ہے چونکہ
حاجی ملا عبد الوہاب علمائے قزوین کے رئیس تھے۔ انکی طرف مخاطب ہوئے فرمایا اپنی
بیٹی کا عقد انقطاع کر دو تاکہ دوسروں کو بھی اس عقد میں تمہاری متابعت رہے۔
اس کے بعد آپ نے کہا میری ایک دختر تھی جوان ہوگئی تو میں نے اس سے کہا خداوند عالم

نے مقرر فرمایا ہے کہ عورتیں شوہر دار رہوں اب تیرے شوہر کرنے کا وقت ہے تو جسکو پسند کرے اسی سے عقد کر دوں یہ کہکر ہر ایک اہل علم اور اپنے قرابتدار کا نام لیا راضی نہوئی آخر الامر ایک بقال کا نام لیا سن کر خاموش ہوگئی۔ میں سمجھا کہ راضی ہے۔ اس کے ساتھ عقد کر دیا۔ چند روز کے بعد شوہر کی شکایت ہوئی۔ میں نے کہا جب تو خوشی سے اس مرد کو پسند کر چکی ہے اب صبر و شکر کے سوا کوئی علاج نہیں ہے اسیوقت شوہر کے گھر میں روانہ کر دیا

ایک شخص چند سال تک درد چشم سے علیل تھا جسقدر علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ اندھا ہوگیا۔ اس کو معلوم ہوا کہ شیخ جعفر لاہجاں میں آئے ہیں نائب امام ہیں اسی وقت عازم لاہجاں ہوا پہنچا تو معلوم ہوا کہ شیخ سوار ہوکر لاہجاں سے جا رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیکر کہا دعا فرمائیے تا خدائیتعالے مجھکو شفا کرامت فرمائے۔ آپ نے اپنا آب دہن اسکی آنکھ پر ملا اور دعا کی فوراً بینا ہوگیا۔

جناب شیخ نے فتح علی شاہ کو سلطنت کی اجازت دی تھی۔ اپنا نائب مقرر کیا تھا لیکن باین شرائط کہ لشکر کی ہر فوج میں موذن اور امام جماعت مقرر کرکے۔ ہفتہ میں ایک بار وعظ ہو۔ مسائل کی تعلیم ہو۔ اسکی کیفیت آپ نے کشف الغطا میں لکھی ہے فتح علی شاہ کی والدہ معظمہ نجف اشرف میں آئی تہیں۔ آپ کے گھر میں آکر عرض کی میرا فرزند بادشاہ ہے ظلم وستم کا اندیشہ ہے۔ کوئی دستورالعمل مقرر فرمائیے تاکہ خدائے تعالے ہمارے گناہ معاف فرمائے اور مجھکو صدیقہ کبریٰ کے ساتھ محشور فرمائے ایک بار بادشاہ طہران کسی امر میں آپ سے رنجیدہ ہوگیا تھا۔ حکم کیا کہ شیخ کو آنے نہ دینا ایکدن آپ بادشاہ کی ملاقات کو آئے۔ دربان و ملازمان سلطان منع کرنے کے بدلے آپکے دست مبارک کو بوسہ دینے لگے۔ بادشاہ نے دیکھا کہ شیخ سرائے سلطانی میں آرہے ہیں متعجب ہوا امین الدولہ نے کہا آنے دیجے ہم تعظیم نہ کریں گے۔ آپ نے قصر پر جانا چاہا تو آواز بلند کہا۔ یا اللہ سلطان بے اختیار اپنی جائے سے اٹھا اور استقبال کیا

صدر میں لاکر بٹھایا۔ امین الدولہ نے سلطان سے کہا ہم نے مشورہ کیا تھا کہ شیخ کی تعظیم نہ کریں گے۔ اس کے خلاف کیوں ہوا۔ سلطان نے کہا جسوقت شیخ نے صدائے یا اللہ بلند کی میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ میرے روبرو حاضر ہے مجھکو اذیت دینی چاہتا ہے میں بے اختیار ہو کر اپنی جا سے اٹھا شیخ کا استقبال کیا وہ سانپ غائب ہو گیا۔

جسوقت آپ اصفہان میں تھے۔ ایک دن طلوع آفتاب کے اول آخوند ملا علی نوری کے گھر میں آئے اور کہا علم کی طرف جانا مستحب ہے۔ اسی لئے تمہارے درس میں حاضر ہوا ہوں۔ آخوند نے شرمندگی ظاہر کی آپ نے کہا شاگردوں کو سبق پڑھائیے۔ آخوند نے کہا کیا مجال ہے کہ آپ کے سامنے میں پڑھا سکوں یہ سن کر آپ نے برخاست کی۔ ولایت اصفہان میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر خدا ایک مکان میں رونق افروز ہیں ملا نوری پہلو میں بیٹھے ہیں۔ دوسرے علما انکے بعد ہیں۔ اور شیخ جعفر دروازے پر کھڑے ہیں آنحضرت امت پر خفا ہیں کہ گناہ گار ہیں اور میرے حکم کے خلاف کرتے ہیں آخوند ملا علی نوری عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہم گنہگار ہیں اپنی خطا کا اقرار ہے امید عفو خدا سے اور آپ سے آرزوئے شفاعت رکھتے ہیں اسوقت تمام اہل مجلس ساکت تھے مؤلف کہتا ہے کہ اس خواب سے بھی جناب شیخ کو آخوند اور باقی علما سے تفوق حاصل ہے۔ اس لئے کہ اگر بیگانہ بزرگ وارد ہو تو اسکی تعظیم کرتے ہیں۔ چونکہ شیخ محرم تھے اس لئے دروازہ پر کھڑے تھے۔ آخوند بیگانہ تھے قربت میں جاے ملی۔ یہی رسم مشہور ہے یا اینکہ شیخ کا قاعدہ تھا کہ ایک نماز خود پڑھاتے تھے اور دوسری نماز دوسرے کے عقب میں پڑھتے تھے خصوصا اصفہان میں۔

ایک وقت کا ذکر ہے کہ آپ اصفہان سے سوار ہو کر نکلے تھے کہ ایک سید صاحب آگئے اور کہا فقیر ہوں ایک سو تومان کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے کہا جلدی نہ آئے اب تو میں جا رہا ہوں۔ سید صاحب نے بہت اصرار کیا آپ نے کہا امین الدولہ کے پاس جاؤ۔

اور میرے نام سے سو تومان ہے لو۔ سید صاحب نے کہا اگر وہ نہ دیں شیخ نے کہا تمہاری واپسی تک میں یہاں منتظر رہونگا۔ یہ سنکر سید صاحب امین الدولہ کے پاس آئے۔ جناب شیخ کا پیغام پہنچایا۔ امین الدولہ نے کہا شیخ صاحب کہاں ہیں۔ سید صاحب نے کہا راہ میں اسی جواب کے منتظر کھڑے ہیں۔ امین الدولہ نے ملازمین سے کہا۔ فوڑا سو تومان دیدو۔ سید صاحب نے گن کر لینا چاہا۔ امین الدولہ نے کہا۔ گنتی کی ضرورت نہیں دیر ہونے کا خوف ہے ورنہ شیخ صاحب فوڑا آجائیں گے۔ اوسی طرح تھیلی سید صاحب کو دیدی۔ اور وہ جناب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شمار کرنیسے معلوم ہوا کہ دو سو تومان ہیں۔ فقیروں کو طلب کیا ایک سو تومان سید صاحب موصوف کو دیدیئے باقی فقیروں میں تقسیم ہوگئے۔

ایک وقت جناب شیخ امین الدولہ کے گھر پر آئے اور کہا شیخ تم سے ایک کنیز چاہتا ہے امین الدولہ نے کنیز گرجی شیخ کو بخشی۔ آپ کی عادت تھی کہ دامن پھیلا کر درہم و دینار مالداروں سے وصول کرتے تھے اور اسی وقت فقیروں پر تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ جس مکان و غذا کی تعریف کرتے صاحب خانہ وہی مکان آپ کی نذر کرتا۔ آپ اسی مکان کو اسی مالک کے ہاتھ فروخت کرتے اور اسکی قیمت فقیروں کو دیتے تھے۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس طریقہ میں اگر کسی کو شبہ ہو تو جاننا چاہیئے کہ انکے ذمہ خمس و زکات وغیرہ کا مال ہوگا۔ لہذا اخذ حق اللہ پانی وجہ کا تھا۔ اسپر شیخ کا عمل ہوگا۔

مرحوم شہید ثالث فرماتے تھے کہ شیخ جعفر قزوین میں آئے اور انکے بھائی حاجی ملا صالح کے مکان میں قیام کیا اس مکان میں خانہ باغ بھی تھا۔ سب سو رہے تھے میں گوشہ باغ میں سو گیا ایک پہر رات گذرنے کے بعد شیخ مجھکو پکار رہے تھے۔ اٹھو اٹھو نماز شب پڑھو۔ میں نے کہا ہاں اٹھتا ہوں پڑھتا ہوں۔ شیخ میری طرف سے دوسری جانب چلے اور میں سو گیا ناگاہ میرا حال متغیر ہوگیا۔ وجع الفواد شروع ہوا۔ (وجع الفواد درد فم معدہ ہے مشارکت کی وجہ سے دل بھی متاثر ہوتا ہے ورنہ دل عضو رئیس ہے فی الحقیقت وجع الفواد یعنے درد دل ہو تو

مریض فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ غم معدہ کا درد علاج پذیر ہے۔ حکیم میرزا درسلی رحمۃ۔ مترجم قصص العلما) شدت درد سے بیدار ہو گیا پھر اکہ اسوقت جو آواز محسوس ہو رہی ہے اسکے درد انگیز اثر سے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ آواز کی طرف روانہ ہوا۔ قریب پہنچا تو دیکھا کہ جناب شیخ گریہ وزاری تضرع و بیقراری سے مشغول نماز و مناجات ہیں۔ اسی صدا کا یہ اثر ہوا کہ آج پچیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ کبھی میری نماز تہجد ناغہ نہ ہوئی۔

ہر شب اٹھتا ہوں نماز تہجد پڑھتا ہوں۔ مناجات میں مصروف رہتا ہوں۔

ایک دن اصفہان میں جناب شیخ خیرات کر رہے تھے۔ بعد ختم مال نماز پڑھنے لگے۔ دو نمازوں کے درمیان ایک سید صاحب آ گئے۔ اور کہا میرے جد کا مال مجھکو دو۔ آپ نے کہا تم دیر سے آئے ہو۔ اسوقت کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ سید صاحب نے داڑھی پر تھوک دیا۔ آپ اپنی جائے سے اُٹھے دامن پھیلایا درمیان صفوف گردش کرتے رہے اور کہا جو شخص شیخ کی داڑھی کو دوست رکھتا ہے سید صاحب کی امانت کرے۔ اسی وقت شیخ کا دامن زر سرخ و سفید سے بھر گیا۔ شیخ صاحب نے وہ تمام مال سید صاحب کو دیدیا۔ سید صاحب مالا مال ہو گئے۔ اور جناب شیخ نے نماز عصر جماعت سے پڑھی۔

ایک وقت آپ قزوین میں وارد ہوئے۔ تاجروں نے استدعا کی آپ دکان پر تشریف لائیں۔ تمام تاجروں کا شوق زیادہ دیکھکر آپ نے کہا جو شخص زیادہ مال دیگا میں اسکی دکان پر پہلے آؤنگا۔ اسی وقت رقم کثیر جمع ہو گئی۔ شیخ صاحب نے فقیروں کو طلب کیا۔ اور وہ تمام مال تقسیم کیا۔ اسکے بعد ہر ایک تاجر کی دکان پر رونق افروز ہوئے۔ آخوند ملا علی نوری کے ایک شاگرد نے فن حکمت کا ایک مشکل مسئلہ جناب شیخ سے دریافت کیا آپ نے کہا کل اس کا جواب دونگا۔ آخوند یہ کیفیت سن کر شاگرد پر خفا ہوئے کہ جناب شیخ فقیہ ہیں۔ حکمت کا مسئلہ کیوں پوچھا۔ اب جواب کا تقاضا نہ کرنا دوسرے دن شیخ صاحب نے کہا اس مسئلہ کا سائل کہاں ہے جواب سن لے۔ وہ جواب آخوند سے کہا گیا تو آخوند متعجب ہوئے کہ

یہ جواب تو قاعدہ سے ہے شیخ سے پوچھا کہ آپ نے فن معقول نہیں سیکھا یہ جواب کہاں سے سوجھا
شیخ نے کہا یہ جواب واضحات افادات اخبار ائمہ اطہار سے ہے۔ ایضاً ایک شخص آپ کی
خدمت میں کچھ مسئلہ پوچھنے حاضر ہوا۔ دیکھا بہت غذا آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اور
کہانے والا اُن کے سوا کوئی نہیں سمجھا کہ بقدر ضرورت کھا کر بقیہ غذا ملازموں میں تقسیم کردینگے
لیکن شیخ نے کھانا شروع کیا اور سب غذا خود کہا گئے۔ اس شخص کو بہت تعجب معلوم ہوا کہ
یہ غذا جو اسنے کھائی ہے اس کے ابخرہ دماغ میں صعود کرینگے۔ اور معلومات و مجہولات
سب مساوی ہو جائیں گے۔ ایسے وقت میں سوال کرنا بے فائدہ ہے۔ واپس جانا چاہا
آپ نے کہا بیٹھ جا آنے کا سبب بیان کر اس نے کہا کوئی کام نہ تھا۔ اصرار کے بعد
اس نے کہا آپ کی کثرت غذا دیکھکر خیال سوال محال ہو گیا تھا۔ شیخ نے کہا اپنا مسئلہ
بیان کر اس نے بیان کیا اور جواب شافی سنا۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ خلاق عالم
نے مجھکو علم میں فرید و دہر کیا ہے۔ ہمیشہ لذت روحانی حاصل ہے۔ کہانے میں بھی بہا
وافر عطا فرمائی ہے کہ اسکی نعمتوں کی لذتوں سے متلذذ رہوں۔ وہ شہوت کرامت
فرمائی ہے کہ ہر شب جماع کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ قوت عبادت بھی اسقدر مرحمت
فرمائی ہے کہ آدھی رات سے صبح تک ہر شب راز و نیاز حضرت بے نیاز سے دمساز
رہوں۔ تجھکو نہ یہ فہم و ادراک ہے کہ خدا کو پہچانے نہ اشتہائے غذائے جسمانی نہ ادراک
قوت شہوانی نہ قوت عبادت پس نہ تجھکو لذت دنیا ہے نہ لذت آخرت وہ شخص منہ دیکھا
جناب شیخ فرماتے تھے اگر شہید و علامہ مجتہد تھے۔ میں نہیں ہوں اگر صاحب شرح کبیر مجتہد
ہیں میں بقدر آٹھ مجتہد کے ہوں۔ آپ کر بازار میں کہاتے تو لوگوں نے عرض کی بازار
میں کہانے سے آپکی عدالت زائل ہو گی۔ آپ نے کہا میں بازار میں کھاتا ہوں تو عدالت
ناقص ہو گی۔ اس لئے کہ میری جلالت نہیں ہے فقیر ہوں۔
اگر آقا سید علی بازار میں غذا کھائیں تو انکی عدالت زائل ہو گی۔ ایک شخص آپ کی

دختر سے اپنا عقد کرنا چاہتا تھا جس وقت حاضر خدمت ہوتا عرق انفعال رخسار پر جاری ہوتا اسی حالت میں پڑھتا رہتا۔ بعد واپسی پھر پشیمان رہتا کہ سوال کیوں نہیں کیا ایک دن اسی طرح سبق کے بعد اٹھنا چاہا۔ آپ نے کہا ٹھیرو تنہائی میں اپنا مطلب بیان کرو۔ اس شخص کی شرمندگی اور زیادہ ہوگئی کہا کوئی حاجت نہیں ہے آپ نے کہا ضرور کوئی حاجت ہے۔ بیان کرو یہ سن کر اس نے اپنا مقصد بیان کیا آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گئے اور اپنی دختر کا عقد اس کے ساتھ پڑھا۔ اسی شب کتاب خانہ کا گھر خالی کر دیا جب آدھی رات گذری بہ نفس نفیس دروازہ پر آئے۔ اور کہا اٹھو تمہارے لئے گرم پانی تیار ہے غسل کرو نماز شب پڑھو۔

آپ کثیر الاولاد تھے باقی والا دوں کے یہ نام ہیں۔ عالم خفی و جلی شیخ محمد تقی صاحب حاشیہ معالم۔ آقا سید صدر الدین آملی ساکن اصفہان اونکی وفات عتبات عالیات میں ہوئی۔ (زوار تو ہوا ہوں مگر رہتا ہے دعا کو خاک لحد ہو خاک بیابان کربلا) مترجم ان کو علم رجال میں ید طولی حاصل تھا۔

تیسرے داماد آقا محمد علی بن آقا محمد باقر ہزار جریبی ساکن نجف اشرف جناب شیخ انکے معتقد تھے۔ آقا محمد علی فقیہ کامل تھے۔ آپکی تعلیقہ کی ۳ جلدیں مؤلف کے پاس موجود ہیں۔ ان کا احوال بیان کیا گیا ہے چوتھے داماد شیخ اسد اللہ حاجی اسمٰعیل کاظمینی ہیں۔ ان کو آقا سید علی اور شیخ جعفر اور آقا محمد باقر اور میرزا ے قمی محمد مہدی بحر العلوم اور مرزا محمد مہدی شہرستانی اصفہانی سے اجازہ حاصل تھا۔ آپ محقق اور مدقق تھے۔ آپ قبل از بلوغ مجتہد ہو گئے تھے۔ صاحب تالیفات تھے آپکی تالیف کتاب مقابیس فقہ میں ہے۔

احوال سید عبد اللہ کاظمینی	سید عبد اللہ بن سید محمد رضا ے شبر۔ شبر لقب طایفہ ہے۔ آپ صاحب تالیفات ہیں۔ مثل شرح مفاتیح رسالہ ورایہ۔ سال تالیف ۱۲۳۳ھ

کتاب مشکلات الاخبار آپ کو شیخ جعفر۔ آقا باقر۔ شیخ احمد احسائی سے اجازہ حاصل ہے۔

احوال آقا سید محسن کاظمینی

آقا سید محسن کاظمینی آقا سید علی کے معاصر اور آقا محمد باقر بہبہانی کے شاگرد ہیں آپ کو فقہ اور اصول میں مہارت تھی۔ آقا سید باقر حجت الاسلام سے اجازت حاصل تھی۔ آپ کی تالیفات سے شرح وافیہ الاصول مسمیٰ بہ محصول ہے۔ امام فخر رازی کی کتاب کا نام بھی محصول ہے۔ اس کتاب سے آپکی مہارت فقہ ظاہر ہے۔ آپ نے جس وقت تحصیل علم شروع کی بالوں میں سفیدی شروع ہو گئی تھی۔ تھوڑی مدت میں آپ سرآمد اقران ہوئے۔ آپ کاظمین میں نماز جماعت پڑھاتے تھے ایک وقت شیخ احمد آپ کی مسجد میں آئے۔ آپ کی اقتدا نہ کی فرادیٰ نماز پڑھی شیخ احمد احسائی سے سوال ہوا کیا آپ آقا سید محسن کو عادل اور فقیہ نہیں سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ شیخ احمد نے کہا بیشک عادل اور فقیہ ہیں لیکن میں ان سے اعلم ہوں اور اقتدائے اعلم بہ عالم مکروہ ہے۔

احوال آقا محمد باقر بہبہانی

آقا محمد باقر بن ملا محمد اکمل بہبہانی علامۂ دوران نادرہ زمان فاضل بلا ثانی عالم صمدانی سائر مسالک الفاظ و معانی صاحب کرامات باہرہ وحید و فرید محقق و مدقق۔ آپ ۱۱۱۸ھ اصفہان میں پیدا ہوئے چند روز بہبہان میں رہے وہاں سے کربلائے معلےٰ میں گئے۔ اپنے والد محمد اکمل کے شاگرد تھے آپ کے والد عالم و زاہد و متقی اور وحید الایام تھے مادر ملا محمد دختر شیخ نور الدین پسر ملا صالح ہے۔ ملا صالح بن احمد مازندرانی ہیں۔ انکی بی بی ملا محمد تقی مجلسی کی دختر تھیں ان کے دس فرزند تھے نور الدین سب سے چھوٹے ملا محمد اکمل کو آقا جمال اور میرزائے شروانی اور جناب شیخ جعفر قاضی اور اخوند ملا محمد باقر مجلسی اور آقا محمد باقر بہبہانی کو ملا اکمل سے اجازت حاصل تھی۔ آقا محمد باقر بوجہ تنگدستی کربلائے معلےٰ سے دوسرے شہر میں جانا چاہتے تھے۔ ایک شب حضرت خامس آل عبا کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے ہم میں راضی نہیں ہو سکتا تم میرے قرب و جوار سے باہر جاؤ۔ آپ نے ارادہ فسخ کیا اسی ارض مقدس میں قیام کیا

آپ کے دو فرزند تھے۔ دونوں بھی عالم۔ آقا محمد علی فرزند کلاں دوسرے آقا عبدالحسین آقا محمد علی کربلائے معلےٰ میں پیدا ہوئے سال پیدایش ۱۱۴۴ھ آقا محمد علی چاہتے تھے کہ علامہ بغداد صبغۃ اللہ افندی سے سبق پڑہیں۔ اپنے والد سے اجازت چاہی آپ نے منع کیا جب اصرار ہوا تو آپنے استخارہ دیکھا۔ یہ آیت نکلی۔ اِذ قَالَ لُقمٰنُ لِابنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشرِک بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرکَ لَظُلمٌ عَظِیمٌ۔ آقا محمد علی نے باپ کی نصیحت پر عمل کیا اس کے بعد خود فاضل اور جامع ہوئے۔ اصول فقہ وکلام میں اوحد زماں تھے۔ امر معروف ونہی منکر میں فرید دوراں آپ صوفی کش مشہور تھے۔ جماعت کثیر کو قتل کیا۔ ایک وقت شیخ جعفر نجفی آپ سے ملنے آئے تھے دیکھا کہ چند اشخاص مع لباس فاخرہ کھڑے ہیں۔ شیخ نے آقا محمد علی سے کہا ان کو بیٹھنے کی اجازت دیجے۔ آقا نے کہا یہ میرے ملازم ہیں۔ میرے حکم سے صوفیوں کو قتل کرتے ہیں۔ اگر یہ بیٹھ جائیں تو میری قدرت وسطوت استقدر نہ رہیگی۔

نور علی شاہ درویش خود کو مرشد سمجھتے تھے ان کے پانسو مرید تھے۔ جو شخص ان کے پاس جاتا تھا۔ اپنی نشست سے ہاتھ بڑہا کر فرش کے پیچھے سے تازہ روٹی اور کباب شخص حاضر کو دیتے تھے اور اسکو اپنی کرامت بیان کرتے تھے۔ سر مخفی یہ تھا کہ سرنگ کھودی تھی۔ اس کے اندر باورچی موجود تھا۔ جب یہ ہاتھ بڑھاتے باورچی کباب اور روٹی دیدیتا تھا۔ آنیوالوں کو یہ بھید معلوم نہ تھا۔ آخوند ملا علی نوری نے انکی تکفیر فرمائی تھی۔ اسوقت نور علی شاہ مرید ونکی جماعت کے ساتھ کرمان شاہ میں آئے ایک مراسلہ آقا محمد علی کو لکھا۔ کرمان شاہ پہاڑ کے اوپر ہے اس لئے یہ شعر لکھا ؎ پاشاہ جواہر ناسو تیم ٭ ہے ہے جبلی قم قم قم قم ٭ یہ مراسلہ محمد علی کو پہنچا تو جواب لکھا ؎ شیطان بہ لباس انسانی ٭ ہے ہے دغلی گم گم گم گم۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے شاہ صاحب قتل ہوئے۔ شہید ثالث فرماتے تھے کہ آقا محمد علی منبر پر وعظ کرتے تھے۔ اشعار بھی پڑھتے تھے ؎ شد فصل بہار گشتم از غصہ ہلاک ٭ گلہا ہمہ سرز خاک بیرون کردند ٭ الا گل من کہ سر فرو بردہ بخاک ٭ ایک شخص کا ارادہ ہوا کہ تحصیل علم

کے لئے کربلائے معلےٰ جائے۔ آقا محمد باقر کے گھر پر گیا آپ نے کہا کہاں جاتا ہے اس نے بیان کیا
کربلائے معلےٰ میں تحصیل کے لئے جاتا ہوں۔ آقا نے کہا علمائے دنیا کا شاگرد نہ ہونا۔ فرزند محمد علی
علمائے دنیا سے ہیں۔ ایک وقت آقا محمد علی رشت میں گئے۔ ہدایت اللہ رشتی نے آپکی بہت
خدمت کی آپ نے ایک کتاب مقامع الفضل اس کے نام سے لکھی۔ آپ کی تمام تالیفات
احسن ہیں۔ رسالہ حلیت در جمع میان دوزن فاطمیہ رد صاحب حدایق رسالہ مناسک حج۔ کتاب
مقامع۔ حاشیہ مدارک ناتمام شرح مفاتیح رسالہ علم رجال۔ آپکی تمام تالیفات احسن ہیں
کتاب مقامع الفضل کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ آپ افضل و جامع تھے۔ آقا محمد باقر کے
دوسرے فرزند کا نام عبد الحسین ہے وہ بھی مرد فاضل تھے آقا محمد باقر بہبہانی السنہ وافواہ
میں معروف اور السنہ فقہا میں موسس بہبہانی ابتدا میں آپ سرداب میں سبق پڑھاتے تھے۔
تقیہ فرماتے تھے۔ اس کے بعد آپ کو اخباریون پر غلبہ ہوا۔ انکی فساد کی آگ بجھائی۔ صاحب
حدایق شیخ یوسف بحرینی کربلائے معلےٰ میں تھے۔ آقا محمد باقر کے ہمعصر تھے ایک دن آقا ان سے
ملنے آئے اور کہا کہ آج کی شب میں نے حضرت امام حسین کو خواب میں دیکھا ارشاد ہوا کہ اپنے
ناخن تراشں بیدار ہو کر تعبیر سمجھا ہوں کہ اس سے مراد رفع خصومت اخباری ہے۔ تمہارے
پاس بحث کے لئے آیا ہوں۔ صاحب حدایق کربلائے معلےٰ میں فوت ہوئے آقا محمد باقر نے
نماز پڑھی۔ تالیفات آقائے بہبہانی شرح مفاتیح۔ حاشیہ مدارک حاشیہ شرح ارشاد اردبیلی۔ حاشیہ وافی رسالہ اصل برائیت وتفصیل مذاہب۔ رسالہ اجتہاد و۔ رسالہ طہارت
وصلواۃ وزکات وخمس وصوم۔ رسالہ در قیاس۔ رسالہ حل شبہ جبر و اختیار۔ رسالہ
حلیت جمع بیان دوزن فاطمیہ۔ رسالہ اصول دین رسالہ استجاب نماز جمعہ رسالہ حجت
استصحاب۔ رسالہ مناظرہ رسالہ رویت دیباچہ مفاتیح۔ رسالہ حکم عصیر عنبی وتمری رسالہ
عدم اعتنا و رویت ہلال قبل از زوال۔ حواشی متفرقہ مفاتیح وتہذیب۔ حاشیہ فوائد
رسالہ حکم وما معفو عنہا۔ رسالہ احکام عقود۔ رسالہ معنی ایمان و اسلام رسالہ احکام حیض

خیراتیہ۔ رسالہ مجتہد و مقلد۔ رسالہ تسمیہ اولاد ائمہ باسم خلفائے جور۔ حاشیہ بر حاشیہ
میرزا جان کتاب سوالات و جوابات۔ کتاب معالم۔ آقا عبد الحسین کے لئے لکھی۔ کرامت
آقا محمد باقر۔ آقا سید عبد الکریم بن آقا سید زین العابدین لاہجی کہتے تھے۔ کہ میرے والد کا
بیان تھا کہ ہم مقامات عالیات میں تحصیل علم میں معروف تھے وہ زمانہ آقائے بھبھانی کی ضعیفی کا
تھا سبق پڑھانے کی قوت باقی نہ تھی آپ کے شاگرد پڑھاتے تھے اور خود بھی بعض وقت
شرح لمعہ پڑھاتے تھے۔ ہم بقصد تبرک چند شاگرد اسوقت حاضر رہتے تھے۔ ایک شب میں
محتلم ہوا تھا۔ نماز صبح قضا ہو گئی تھی۔ آقا کے درس کا وقت بھی قریب تھا۔ مجھکو یہ سوجھی کہ سبق
ناغہ نہ ہو۔ سبق کے بعد حمام کر لونگا۔ اسی خیال سے حاضر درس ہوا۔ سب جمع تھے لیکن ابھی آقا
برآمد نہ ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد گھر سے باہر تشریف لائے۔ کمال بہجت و بشاشت کے
ساتھ بیٹھ گئے۔ اطراف مجلس نظر فرمائی تو اسی وقت آثار ہم و غم آپ کے چہرے سے ظاہر ہوئے
فرمایا آج سبق موقوف اپنے اپنے گھر جاؤ۔ سب شاگرد ایک ایک جانے لگے جب میں اٹھنا
چاہا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں پھر بیٹھ گیا۔ جسوقت مجلس خلوت ہو گئی۔ مجھ سے کہا تو جہاں بیٹھا ہے
اس کے نیچے پیسے رکھے ہیں لیجا اور غسل کر جنابت سے ایسی مجلس میں حاضر نہ ہونا۔ مجھکو بہت
تعجب ہوا پیسے لئے حمام میں جا کر غسل کیا۔

مؤلف کتاب ایک دن حاجی ملا محمد تقی شہید ثالث کے کتاب خانہ میں حاضر تھا۔
جناب نے حکایت بیان کی کہ جب آقا محمد باقر کی کتاب فواید اصفہان میں لیے گئے۔ علمائے
اصفہان نے دیکھکر کہا کہ مؤلف اس کتاب کا کسی عورت کا شاگرد ہے۔ یہ حکایت آقا کو
معلوم ہوئی تو کہا سچ ہے میں نے سیوطی اور حاشیہ تک پھوپی سے پڑھا ہے آپ کے شاگرد
بہت تھے سب فاضل اور وحید عصر تھے ان میں سے آپ کے داماد آقا سید علی اور آپکے
فرزند محمد علی اور دوسرے فرزند آقا عبد الحسین۔ آقا سید مہدی بحر العلوم۔ شیخ جعفر
نجفی شیخ اسد اللہ کاظمینی۔ آقا سید محسن کاظمینی۔ میرزا ابو القاسم قمی۔ میرزا محمد مہدی شہرستانی

میرزا یوسف تبریزی۔ آخوند ملا محمد مہدی نراقی۔ حاجی ابراہیم کرباسی۔ شیخ ابو علی صاحب کتاب منتہی المقال وغیرہم۔ مؤلف کا خیال ہے کہ آپ کے شاگردوں سے ہر ایک شخص ایک فن میں کامل تھا۔ آقا سید اصول میں بے بدل تھے۔ میرزا ے قمی فقیہ کامل تھے۔ آخوند ملا مہدی جامع تھے۔ بحر العلوم اور آقا محمد علی فاضل و جامع تھے۔ میرزا محمد مہدی کو تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ شیخ بو علی اور ان کے فرزند آقا محمد علی علم رجال میں یگانہ تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آقا ان تمام علوم میں کامل تھے کہ ہر ایک شاگرد ایک فن کا مظہر ہوا۔

آقا جسوقت حرم سید الشہدا میں زیارت کیلئے آتے اول آستان کفش کن کو بوسہ دیتے تھے۔ روئے مبارک اور ریش مبارک رکھتے تھے۔ اس کے بعد خشوع ورقت قلب سے اندرون حرم مشرف ہوتے تھے۔ ایک دفعہ موسم سرما میں آپ کی بی بی نے آپ کے لئے ایک جبہ تیار کیا آپ جبہ پہنکر مسجد میں آئے۔ اسوقت ایک بدمعاش سر برہنہ آیا عرض کی میرا سر برہنہ ہے ٹوپی نہیں ہے سردی بہت ہے آپ نے کہا تیرے پاس چاقو ہے اس نے کہا موجود ہے آپ نے چاقو لیکر ایک آستین قطع کی اسکو دیکر کہا یہ آستین سر پر رکھو صبح کو دوسری فکر کیجائیگی۔ آپ گھر میں آئے تو بی بی نے پوچھا آستین کیا ہوئی میں نے بڑی محنت سے یہ جبہ تیار کیا تھا تم نے ناقص کر دیا کہ ایک آستین کھو دی۔

ایضاً ایک دفعہ آپ کے فرزند نے اپنی بی بی کو رنگین لباس پہنایا تھا۔ آپ گھر میں آئے تو پوچھا یہ کون عورت ہے۔ جواب ملا کہ یہ آپکی بہو ہے۔ شوہر نے رنگین لباس بنا دیا ہے آپ نے اپنے فرزند کو منع کیا۔ عبد الحسین نے یہ آیت پڑھی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔ آپ نے خفا ہو کر کہا یہ آیت میں نے بھی دیکھی ہے لیکن ہمارے محلہ میں فقیر بہت ہیں اور ہماری فقیری سے ان کو تسکین حاصل ہے آپ کا مدفن رواق حضرت سید الشہدا میں پائیں پا ہے آپ عبادت بابت نیابت بھی کرتے تھے اور اس کی آمدنی تلامذہ فقرا مثل میرزا ے قمی وغیرہ کو دیتے تھے آپکی تالیفات بہت ہیں کتاب عالم آخر تالیف ہے واضح ہو کہ ابن خلکان نے ۶۰۸ھ میں تیمور ابن جلال کے ہمصر تھے

تاریخ لکھی ہے کہ مقبول عام ہے۔ اسکا نام تاریخ ابن خلکان ہے۔ اس میں لکھا ہے اور علمائے عام نے بھی کہا ہے کہ ہر ایک ہجری صدی کے آغاز میں مذہب امامیہ سے ایک مروج و موسس ہے چنانچہ پہلی صدی میں مروج مذہب امامیہ جعفر صادق لکھا ہے۔ دوسری صدی کے آغاز میں امام رضا علیہ السلام تیسری صدی کی ابتدا میں محمد بن یعقوب کلینی۔ اسی طرح سے ساتویں صدی کے آغاز میں محقق طوسی خواجہ نصیر الدین طوسی گیارہویں صدی میں مروج مذہب امامیہ آقا محمد باقر بہبھانی ہیں آپ کے قبل اخباری بہت تھے آپ نے انکا قلع قمع کیا ہے۔

احوال ملا محمد باقر مجلسی ملا محمد باقر مجلسی بن محمد تقی بن مقصود علی مجلسی۔ عالم علیم علامہ دوم فاضل معظم جامع منغم فخر عرب و عجم مقتدائے امم۔ اعلم ازہد اجود افضل اعدل اکمل وجہ تسمیہ مجلسی ظاہرا انکیہ منسوب ہے۔ قریہ اصفہان سے بعض کا قول ہے کہ ملا محمد باقر کے گہوارہ کو امام عصرؑ کی مجلس میں لے گئے تھے بعض کہتے ہیں کہ محمد تقی کے والد کا تخلص مجلسی تھا ملا محمد باقر مجلسی منقول و معقول وغیرہ میں کامل تھے چنانچہ کتاب بحار الانوار میں مطالب عقلیہ شبہات۔ ادلہ۔ اقوال اور رد حکما کا ذکر کیا ہے۔ مسئلہ کو مضامین اخبار ایمہ اطہار کے مطابق کیا ہے آپ خزانہ علوم تھے سید نعمت اللہ جزائری نے انوار نعمانیہ میں لکھا ہے کہ آخوند مجلسی نے برادران مومنین سے خواہش کی تھی کہ ان کے کفن پر خاک شفا سے لکھیں کا دیب فی ایمانہ۔ اپنی اپنی مہر و دستخط کریں۔ آپکی تصانیف بے شمار ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ اسلام اور مسلمین پر آخوند کے حقوق بہت ہیں آپ کی تالیفات آپ کے احسانات ہیں مشہور ہے کہ جسوقت آپ نے کتاب حق الیقین لکھی اسکی شہرت ہوئی۔ اور ولایت شام تک یہ کتاب پہنچی ستر ہزار سنی۔ شیعہ ہو گئے۔ احادیث و معجزات قصص و حکایات دعائیں وغیرہ جو آپ نے جمع کئے ترجمہ کیا اس سے عقائد شیعہ محکم ہوئے اس کے اول جماعت صوفیہ کی کثرت اور غلبہ تھا آپ نے ان کا قلع قمع کیا۔ آپ امر بمعروف و نہی عن المنکر اور ترویج علم و تدریس و تالیف میں اوحد اہل زمان تھے اصفہان میں امام جمعہ و جماعت

بھی تھے اسوقت شاہ سلطان حسین۔ سلطان تھے ریاست بے نظم تھی۔ لیکن جب تک آخوند زندہ رہے آپ کے وجود شریف سے ملک سلطان برقرار تھا جسوقت آپ کا انتقال ہوا۔ ولایت قندہار سلطان کے ہاتھ سے گئی ملک میں رخنہ پڑا یہاں تک افغان ملک اصفہان میں آگئے اور سلطان کو قتل کیا آپکی کرامتیں بہت ہیں چند لکھی جاتی ہیں مشہور ہے کہ آپ کا گہوارہ صاحب العصرؑ کی مجلس میں لیگئے تھے بعض علماء جن آپکی مجلس درس میں حاضر ہوتے تھے۔ آپکی تالیفات کو آپکی عمر پر تقسیم کیا تو ہر روز ایک ہزار سطر کا حساب ہوا۔ ذالک فضل اللہ ورنہ ہزار سطر روزانہ جسمیں زمان ولادت سے ایام سفر و تدریس وغیرہ بھی شریک ہے یہ امر دوسرے کے لئے محال ہے علامہ حلی کی تالیفات کا بھی یہی حال ہے۔ آقا سید محسن بن آقا سید علی طباطبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول و مناہل نے لکھا ہے کہ ایک صاحب بزرگوار خراسانی زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوئے۔ ملا محمد تقی کے دوست تھے۔ وقت واپسی اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ ایک گھر میں داخل ہوئے ہیں وہاں حضرت پیغمبرؐ اور ایمہ اثنا عشر رونق افروز ہیں بہ ترتیب تشریف فرما ہیں۔ آخر مجلس میں سب کے بعد صاحب العصرؑ ہیں آخوند خراسانی داخل ہوئے تو صاحب العصرؑ کے بعد بیٹھنے کی اجازت ملی ناگاہ دیکھا کہ آخوند ملا محمد تقی گلاب کا شیشہ لائے ہیں پیغمبرؐ و ایمہ نے وہ گلاب استعمال کیا آخوند خراسانی کو بھی مرحمت ہوا۔ اس کے بعد آخوند ملا محمد تقی چلے گئے اور قنداقہ لیکر پیغمبرؐ کی خدمت اقدس میں پھر حاضر ہوئے عرض کی اس بچے کے لئے دعا فرمائیے کہ خداوند عالم اس کو مروج دین بنائے حضرت نے وہ قنداقہ لیکر دعا فرمائی اسی طرح ہر ایک امام نے بھی دعا فرمائی آخر میں صاحب العصرؑ نے وہ قنداقہ آخوند خراسانی کو دیا اور ارشاد ہوا تو بھی دعا کر آخوند نے بھی دعا کی اور اس کے بعد خواب سے بیدار ہو گئے۔ اصفہان میں آئے تو ملا محمد تقی کے گھر میں قیام کیا۔ ملا بعد مزاج پرسی وغیرہ گلاب کا شیشہ لائے آخوند خراسانی نے استعمال کیا بلا فاصلہ ملا محمد تقی گھر میں گئے قنداقہ لائے آخوند سے کہا یہ بچہ آج پیدا ہوا ہے تم دعا کرو کہ یہ بچہ مروج دین مبین ہو۔ آخوند خراسانی نے دعا کی اور اپنا خواب بھی بیان کیا۔ آقا سید محمد اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص

آیا ملا مجلسی کے دشمن تھے جس شب آپ کا انتقال ہوا۔ اسی شب ایک خواب دیکھا دوسرے رفیق کو بیدار کرکے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آخوند مجلسی کے گھر میں ہوں آخوند سو رہے ہیں۔ ناگاہ پیغمبر خدا امیرالمومنین کے ساتھ مجلسی کے پاس تشریف لائے پیغمبر نے داہنا باز و اور امیرالمومنین نے بایاں بازو پکڑ کر کہا اٹھو ہمارے ساتھ چلو یہ خواب اس وقت کا تھا اور آخوند بیمار اور فریش تھے۔ رفیق نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے یہ دونو شخص آخوند کے گھر کی طرف گئے تو صدائے گریہ وزاری بلند تھی دریافت سے معلوم ہوا کہ آخوند مجلسی کا ابھی انتقال ہوا ہے۔ ایضاً ایک شخص ساکن بحرین۔ آپ کا مخلص تھا اپنے شہر سے آخوند کی ملاقات کیلئے آیا معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ہوا ہے۔ وہ شخص بہت ملول و محزون ہوا۔ اسی شب خواب میں دیکھا کہ کسی مکان میں ایک بلند منبر نصب ہے۔ حضرت ختمی مرتبت عرشہ منبر پر تشریف فرما ہیں۔ حضرت امیرالمومنین کسی قدر پائیں ہیں۔ صف انبیار و برو ہے اس کے بعد اور صفوف بھی ہیں اور آخوند ملا محمد باقر مجلسی بھی ان صفوف میں کھڑے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا آخوند ملا محمد باقر آگے آؤ۔ آپ حسب الحکم صف علما سے آگے بڑھے آنحضرت نے پھر ارشاد فرمایا آگے آؤ بہ تعمیل ارشاد مبارک آخوند صف انبیا سے بھی آگے بڑھے حکم ہوا بیٹھ جاؤ آخوند نے عرض کی التماس حقیر ہے کہ پیغمبروں کی حضوری میں مجھکو شرمندگی ہے سب کھڑے ہیں آں حضرت نے ارشاد فرمایا اے انبیا بیٹھ جاؤ۔ انبیا بیٹھ گئے۔ اور آخوند پیغمبر کے نزدیک بیٹھے۔

مؤلف کے والد مرحوم فرماتے تھے کہ مجلسی کے خط کی نقل میں نے دیکھی لکھا تھا یہ بندہ خاطی محمد باقر بن محمد تقی کہتا ہے کہ شب جمعہ سے ایک شب ایک دعا کی طرف نظر کرتا تھا۔ میری نظر دعائے قلیل اللفظ کثیر المعنی پر پڑی قصد ہوا کہ آج کی شب یہی دعا پڑھونگا۔ اسی خیال سے وہی دعا پڑھی۔ دوسری شب جمعہ بھی چاہا کہ وہی دعا پڑھوں۔ ناگاہ سقف خانہ سے آواز سنی۔ ایہا الفاضل الکامل۔ ابھی کرام الکاتبین اگلی شب جمعہ کی دعا کے ثواب لکھنے سے فارغ نہیں ہوئے ہیں تم دوبارہ وہی دعا پڑھتے ہو۔ واضح ہو کہ پڑھنا اس دعا کا شب جمعہ

اور دوسرے اوقات میں بھی ثواب عظیم کا باعث ہے۔ والد مرحوم ہمیشہ یہی دعا پڑھتے تھے۔
مؤلف نے سفر خراسان میں ایک کتاب اس دعا کی شرح میں لکھی ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ من اول الدنیا الی فنائھا و من الآخرۃ الی
بقائھا۔ الحمد للہ علی کل نعمۃ و استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ یا ارحم الراحمین
(یہ بھی علامہ مجلسی کی کرامت ہے کہ مترجم مطبع میں بھیجنے کے لئے یہ مسودہ مع دعا لکھ رہا ہے اور
اسوقت شب جمعہ ہے) ایضاً آخوند مجلسی ایک دن مجلس میں بیٹھے تھے ایک شخص نے کہا فلاں شخص فقہائے
کربلا سے ہے اور قایل ہے کہ شراب پاک ہے۔ آپ نے کہا غلطی کی ہے۔ شراب نجس ہے۔ یہ کہکر آپ
سوار ہوئے کربلائے معلےٰ میں آئے اس فقیہ کے پاس گئے کہا میں نے اس خصوص میں تیری غیبت
کی ہے۔ اس لئے کہ لوگ شراب پینے کی جرات نہ کریں اب تجھ سے معافی چاہتا ہوں فقیہ نے
عفو کیا اس کے بعد زیارت سید الشھدا سے مشرف ہو کر مراجعت کی۔ سید نعمت اللہ جزایری آپکے
شاگرد ہیں۔ انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں کہ تالیف چند مجلد بحار میں استاد کی مدد کی ہے۔ مراد اعانت سے
یہ نہیں ہے کہ العیاذ باللہ تحقیقات و حل مشکلات میں تلمیذ استاد کا شریک رہے بلکہ طریقہ مجلسی یہ تھا کہ
مثلاً نزول باراں و رعد و برق کی تحقیق منظور ہوتی تو ایک شاگرد سے ارشاد ہوتا کہ آیات متعلقہ کو جمع
کرو وہ شاگرد اُن آیات کو جمع کرتا۔ اس کے نیچے کاغذ سفید رکھتا تاکہ آخوند اس کے نیچے تحقیقات
لکھیں۔ دوسرے شاگرد سے ارشاد فرماتے کہ اس مضمون کی احادیث فلاں کتاب فلاں صفحہ
سے نقل کرو۔ شاگرد نقل کرتا تھا اور آپ دیکھ لیتے تھے بعض وقت کچھ نہ لکھتے تھے کہ اس حدیث
کی شرح کی ضرورت نہ ہوتی۔ نسخہ بحار الانوار اسی طرح ہے تالیفات میں اعانت اس طرح تھی
نہ یہ کہ تحقیقات و تالیفات میں اعانت ہو۔ ایسی تائید بھی بعض تالیف میں تھی نہ ہر تالیف میں جو شخص
خدا کی بندگی کرے اور اس سے ڈرے جمیع مخلوقات اس شخص سے ڈرتی ہے اس کی ہیبت
سب کے دلوں میں ہو جاتی ہے۔ چنانچہ احوال ائمہ ھدا میں مذکور ہے۔ سید نعمت اللہ نے انوار
نعمانیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ میرے استاد علامہ مجلسی باوجود خوش خلقی کے صاحب ہیبت تھے جسوقت

دروازے سے داخل ہوتے تھے ایسی ہیبت اس بزرگوار کی ہمارے دلوں میں ہوتی تھی کہ گویا بادشاہ کے سامنے جاتے ہیں۔ ہمارا دل تڑپتا تھا۔ حال آنکہ روز و شب آپ کے سامنے بیٹھتے تھے گفتگو کرتے تھے ہنستے تھے۔ اگر علامہ سے کوئی شخص کتاب عاریتاً طلب کرتا تو آپ فرماتے تھے تمہارے پاس دسترخوان ہے کہ اسپر رکھکر روٹی کھائیں اگر نہیں ہے تو کہو میں دیتا ہوں کتاب پر رکھکر روٹی نہ کھاؤ۔ ملا علی نوری بھی اسباب علم کی بہت حفاظت کرتے تھے۔ کاغذ کے ریزہ کو جائے محفوظ میں رکھتے تھے کہ کسی کا قدم نہ پڑے۔ اسی طرح ریزہ قلم۔ مؤلف نے رسالہ تعلیم بزبان فارسی لکھا ہے۔ اسمیں طریقہ مطالعہ و تدریس وغیرہ بہ تفصیل لکھا ہے۔ ایک دن علامہ مجلسی نے شاگردوں سے مذہب دہری کا حال بیان کیا۔ ان کے دلایل کہے۔ ایک شاگرد نے سن کر کہا کہ یہی مذہب حق ہے۔ مجلس سے اٹھا آخوند نے کہا بیٹھو تردید بھی سنو۔ اس نے کہا یہی مذہب برحق ہے اس کے بعد آپ نے درس کلام و حکمت ترک کیا۔

یہ بھی سنا ہے کہ آخوند محمد تقی مجلسی نے کہا تھا کہ والدۂ آخوند ملا محمد باقر حالت جنابت میں دودھ نہ پلائے واضح ہو کہ بزمانہ سابقہ اخبار ائمہ اطہار متفرق تھے۔ ہر شخص جو مسئلہ معصوم سے سن لیتا۔ مانند سوال۔ جواب لکھ لیتا تھا۔ ابواب فقہ کی ترتیب نہ تھی یعنے ایسا نہ تھا کہ مسائل وضو ایک جائے رہیں مسایل طہارت ایک جائے بلکہ تمام اخبار ممزوج و مخلوط تھے ان کتابوں کو کتب اصول کہتے ہیں۔ مانند کتاب یونس بن عبدالرحمان یا صاحبان اصل مستند و معتبر تھے مثل زرارہ محمد بن مسلم وغیرہ محمد بن یعقوب کلینی نے کہ ملقب بہ ثقۃ الاسلام ہیں بیس سال کی مدت میں کتاب کافی لکھی اصول عقاید و فروع کو جمع کیا اخبار کو باب وار کیا وہ بزرگوار عالم غیبت صغریٰ میں تھے انکے بعد محمد بن علی بن موسیٰ بن بابویہ قمی نے جمع کئے اس مفید کتاب کا نام من لایحضرہ الفقیہ ہے۔ آپ کا لقب صدوق ہے اس کے بعد محمد بن حسن طوسی جنکو شیخ الطائفہ کہتے ہیں اخبار معتبر جمع کئے۔ دو کتابیں لکھی ہیں ایک تہذیب کہ شرح مقنعہ شیخ مفید ہے۔ دوسری استبصار یہ تین محمد ہیں۔ چار کتابیں لکھی ہیں۔ یہ چار کتابیں امامیہ مثل شمس الضحیٰ ہیں۔ متاخرین میں تین محمد ہیں۔ محمد بن مرتضیٰ

کا شافی ملقب بہ فیض و محسن۔ آپ نے کتاب وافی شرح کافی لکھی۔ دوم محمد بن حسن آملی نے
اٹھارہ سال کی مدت میں کتاب وسایل لکھی۔ سوم محمد باقر بن محمد تقی مجلسی نے کتاب بحار الانوار
لکھی ہے مثل اس کتاب کے کوئی کتاب خاص و عام میں نہیں ہے۔ خود آپ نے دیباچہ میں لکھا ہے
کسی شخص نے خاص و عام سے اس باب میں مجھ پر سبقت نہیں کی ہے آپ نے ہر ایک کا قول اسکا
کا مذہب بمقتضائے مقام لکھا جرح و تعدیل فرمائی قول حق کی تائید کی۔ صاحب وسایل آپکے
ہم عصر تھے دونوں کو ایک دوسرے سے اجازہ حاصل تھا۔ کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے
در وطی حایضہ کا کفارہ اول حیض میں ایک دینار وسط میں نصف دینار آخر میں ثلث دینار
آخر میں کفارہ ربع دینار مؤلف کی رائے میں سہو کاتب ہے۔ اسی طرح شب قدر میں قرآن شریف
سر پر رکھکر کہنا۔ اللہم بحق ہذا القرآن الخ۔ حالآنکہ صریح اخبار ہے کہ قرآن شریف سامنے رکھنا چاہیئے
نہ بالائے سر۔ عبارت حدیث بین یدیہ ہے۔ کتاب تذکرہ الائمہ میں آخوند مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ اہل
سنت کا اعتراض ہے کہ بقول شیعہ ذوالفقار آسمان سے آئی یہ کہنا غلط ہے۔ اس لئے کہ آسمان پر
لوہار کی دکان نہیں ہے۔ الجواب سنی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے لئے جبہ پشمین آسمان سے آیا۔ لھذا
بجان آخوند ملا علی قوشچی و بریش آخوند ملا سعد الدین قسم کہ جس آسمان پر پشم گری کی دکان ہے۔
دکان آہنگری بھی ہے۔

وفات آخوند ملا محمد باقر مجلسی ۱۱۱۰ھ سال پیدایش جامع کتاب بحار الانوار یعنے ۱۰۳۷ھ
عمر شریف ۷۳ سال۔ آپ کو اپنے والد آخوند ملا آقا محمد تقی مجلسی سے اجازہ حاصل تھا۔ اسی طرح
شیخ عبد اللہ بن جابر سے کہ پسر عم آخوند ملا آقا محمد تقی تھے۔

احوال آخوند ملا محمد صالح مازندرانی	آخوند ملا محمد صالح مازندرانی بن احمد۔ آپ فاضل و کامل اور ملا محمد تقی کے شاگرد اور داماد تھے۔ ابتدائے حال میں فقر و فاقہ سے بسر ہوتی تھی لکھنے کا غذ

تک میسر نہ تھا۔ لکڑی ہڈی پر لکھ لیتے تھے۔ لباس کہنہ ہونے سے مجلس درس میں حاضر نہ ہوتے تھے۔
مدرسہ کے باہر ایک گوشہ میں بیٹھکر آواز درس کی سنتے رہتے تھے۔ جو کچھ تحقیق ہوتی برگ چنار پر لکھتے

اہل مجلس کو خیال ہوتا کہ یہ فقیر ہے۔ اتفاقاً کسی روز مجلس میں ایک مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ دوسرے دن پر موقوف رکھا۔ دوسرے دن بھی حاضرین سے حل نہ ہوا تیسرے دن ادہر سے ایک اہل مجلس کا گذر ہوا دیکھا کہ ملا صالح عبا اوڑہے ہوئے برگ چنار پر مسودہ جمع کرتے ہیں یہ شخص انکے قریب آیا زیر جامہ نہ ہونے کے سبب سے ملا صالح نے انکی تعظیم نہ کی۔ وہ تین پتے سامنے ڈالدیئے اس نے وہ مسودہ لیے لیا حل لکھی تھی۔ جب تیسرے دن بھی وہ مسئلہ کسی سے حل نہ ہوا تو اس شخص نے مسودہ پیش کیا ملا محمد تقی کو حیرت ہوئی معلوم ہوا کہ ایک شخص ملا صالح باہر بیٹھا ہے اس نے یہ حل لکھی ہے۔ ملا کو طلب کیا اہوار مقرر کی یہاں تک کہ آپ ملا محمد تقی کے داماد ہوئے۔ اپنے کتابخانہ میں جائے دی۔ طالب علوم کو فقر و فاقہ سے ملول نہ ہونا چاہیئے۔ خداوند قادر رزاق فقر کو غنا سے مبدل فرماتا ہے باوجود اس کے کہ فقر زینت علم ہے۔ ملا محمد صالح کا ابتدا میں وہ حال تھا کہ دروازے کے باہر بیٹھے تھے یا یہ حال ہوا کہ ملا محمد تقی انکو گھر میں لے گئے اور کہا یہ میری لڑکیاں ہیں ان میں سے جس کو چاہو ایک پسند کرو۔ چنانچہ ملا نے ایک کو پسند کیا اور اسی وقت عقد ہو گیا آپ ابتدا میں قلیل الحافظہ تھے مگر شوق کامل نے فاضل بنایا۔

ملا سعد تفتازانی نے اپنے فرزند سے کہا تو تحصیل میں کس کے مرتبہ کو پہنچیگا۔ فرزند نے کہا آپکے رتبہ کو پہونچونگا۔ ملا سعد نے کہا تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ ارے میں چاہتا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا رتبہ حاصل کروں۔ مگر ملا بنا تو ملا بننا چاہتا ہے لھذا کچھ بھی نہ ہوگا۔ ایضاً مشہور ہے کہ سکاکی چاقو بناتا تھا۔ ایک سال کی محنت میں بکمال استادی سے ایک چاقو کا دستہ بنا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا بادشاہ سکاکی سے ہمکلام تھے کہ ایک ملا آگئے۔ بادشاہ نے کار دگر سے سلسلہ کلام قطع کر کے ملا کی طرف دیکھا اور ان سے گفتگو ہونے لگی۔ سکاکی نے یہ حال دیکھا تو سمجھا کہ علم تمام صنائع سے بہتر ہے چاقو بنانا موقوف کر کے طالب علم بنا استاد نے کہا امتحاناً میں تجھ سے ایک عبارت کہتا ہوں خوب یاد کر کے سنا۔ وہ عبارت یہ تھی۔ قال الشیخ ابوحنیفہ۔ جلد الکلب یتطہر بالدباغ۔ سکاکی نے رات دن میں تقریباً ایک ہزار بار اسکی تکرار کی صبح کو استاد کی خدمت میں آیا

وہ عبارت اس طرح سنائی ۔ قال الکلب جلد الشیخ ابوحنیفہ تتطہر بالدباغ ۔ یہ سن کر استاد ہنسا اور سمجھا تو قابل تعلیم نہیں ہے سکاکی مایوس ہوگیا پڑھنا ترک کیا ایک سال تک سیاحت کی خضر بخت نے اسکو ایک چشمہ پر پہنچایا جس کا پانی قطرہ قطرہ ایک نیچے کے پتھر پر ٹپکتا تھا۔ قطرات کے سلسلہ سے پتھر میں سوراخ ہوگیا تھا۔ سکاکی نے کہا باوجودیکہ پانی نرم ہے اور پتھر سخت تاہم پانی سے پتھر میں سوراخ ہوگیا ہے۔ میرا دل نرم پتھر سے تو سخت نہیں ہے اس خیال سے کمر پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ جامع و فاضل ہوا اور سن کہولت میں عالم و صاحب تالیف بنا۔ آخوند ملا صالح نے معالم الاصول پر حاشیہ لکھا ہے شرح زبدۃ الاصول شیخ بہائی بھی آخوند کی تالیف ہے اور یہ شرح انکی تمام تالیفات میں بہتر ہو حاشیہ کافی بھی خوب لکھا ہے۔ آپ کے فرزند آقا محمد ہادی بھی فاضل تھے آپ بھی صاحب تالیف تھے مثل شرح فارسی متن معالم۔ شرح فارسی بر شرح شمسیہ۔ شرح فارسی بر شافیہ۔ ترجمہ قرآن شریف باشان نزول۔ استخارہ آیات قرآنیہ۔ آپ نے قاضی بیضاوی کا نام قاضی سوادی رکھا آقا ہادی کو مرض صرع عارض ہوا تھا۔ اس کے بعد سکتہ سے بیہوش اور مثل مردہ ہوگئے سب کو ان کے مرنے کا یقین ہوا لیکن بخیال سکتہ آپ کو دفن کرکے ایک سوراخ قبر کا کھلا رکھا۔ دفن کے بعد آپ ہوش میں آئے دیکھا تو زندہ بگور ہیں۔ اسی وقت نذر کی اگر اس قبر سے سلامتی کے ساتھ نکلونگا تو قرآن شریف کا ترجمہ لکھونگا۔ اس کے بعد آپ نے صدا بلند کی ایک شتربان وہاں موجود تھا۔ اس کا اونٹ قبر کے قریب چر رہا تھا قبر کی آواز سے ڈر کر بھاگا اونٹ والا قبر کے پاس آیا آواز قبر سن کر اہل شہر کو خبر کی۔ آخر اہل شہر آئے اور آپ کو قبر سے باہر نکالا۔ آپ گھر میں آئے صحت حاصل ہوئی اسی وقت قرآن شریف کا ترجمہ لکھنا شروع کیا۔ اور فی الحقیقت مختصر مفید خوب لکھا بعض مقامات پر اس مؤلف کا حاشیہ بھی لکھا ہے۔ آپ صاحب کرامت تھے۔ انما ولیکم اللہ کے ترجمہ کے مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ جو شخص مجھکو پہچانتا ہے پہچانے اور جو شخص مجھکو نہیں جانتا ہے جانے کہ میں ہادی بن محمد صالح مازندرانی ہوں میری دونوں آنکھیں کور اور دونوں کان کر ہوں اگر میں جھوٹ کہوں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عمارت رفیع میں قبر اور

الصندوق ہے اور وہاں ایک پیر مرد بیٹھے تھے۔ میرے برادر عزیز مولانا عبدالباقی کے ہاتھ میں ایک بڑی کتاب تھی فصاحت و بلاغت سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا کتاب ہے اس مرد پیر نے کہا مصحف علی ہے میں نے وہ کتاب لیکر کھول آغا قاصفو دست راست پر یہ آیت تھی۔ انما ولیکم اللہ الخ سطریں طویل تہیں دو سطروں میں وصف اہلبیت میں بیدار ہوا تو وہ کلمات یاد نہ رہے۔ پھر اسی وقت سوگیا۔ وہی خواب دیکھا فقرات یاد رکھے لیکن پھر بعد بیداری بجز کلمۂ زوج البتول وصف امیرالمومنین کچھ یاد نہ رہا میں نے اپنے بھائی سے خواب بیان کیا اور مصحف امیرالمومنین خواب میں دیکھا بھائی صاحب نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے اسم مبارک حسین مصحف مبارک امیرالمومنین میں دیکھا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ شارح مفاتیح آقا محمد ہادی بن محمد صالح نہیں ہیں بلکہ شارح مفاتیح آقا ہادی برادرزادہ ملا محسن فیض ہیں۔

احوال آخوند ملا محمد تقی مجلسی

آخوند ملا محمد تقی بن مقصود علی مجلسی اجلسہ اللہ تعالےٰ المجالس الرضوان فاضل روزگار۔ اعظم علمائے اخیار۔ زاہد و متقی۔ آپ علامہ شیخ بہائی کے شاگرد ہیں آخوند ملا صدرا کے ہم عصر تھے آپ کی تالیفات بھی مشہور ہیں شرح من لایحضرہ الفقیہ فارسی ایضاً شرح عربی الموسوم بہ روضۃ المتقین۔ حواشی اصول کافی۔ کتاب شرح صحیفہ کاملہ۔ رسالہ رضاع۔ رسالہ اوزان و مقادیر۔ شیخ اسداللہ کاظمینی نے کتاب مقابیس میں لکھا ہے کہ آپ صاحب کرامات تھے آخوند موصوف نے شرح فقیہ میں خود لکھا ہے کہ جب حضرت آفریدگار نے مجھکو توفیق زیارت حیدر کرار کرامت فرمائی اس برکت سے مکاشفات سے فائز ہوا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت درمیان خواب و بیداری تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سرمن رائے میں ہوں۔ مشہد کو نہایت بلندی اور زینت سے دیکھا۔ قبر عسکریین پر لباس بہشت رکھا ہوا تھا۔ دنیا میں ایسا لباس نہ دیکھا تھا۔ حضرت صاحب الامر علیہ السلام قبر پر تکیہ دیکر تشریف فرما تھے روئے مبارک داہنی طرف تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو زیارت جامعہ آواز بلند مثل مداح

پڑھنے لگا۔ جب پڑھنا ختم ہوا تو آنجناب نے ارشاد فرمایا خوب زیارت ہے میں نے عرض کی
اے آقا میری روح آپ پر فدا ہو۔ زیارت آپ کے جد کی ہے یہ کہہ کر میں نے قبر مبارک کی
طرف اشارہ کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں داخل ہوئے۔ جب میں داخل ہوا نزدیک در
کھڑا رہا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا آگے آؤ میں نے کہا مجھکو خوف ہے کہ ترک ادب سے میں کافر ہو
جاؤنگا۔ حضرت نے فرمایا ہماری اجازت ہے تو کچھ خوف نہیں ہے میں کسی قدر آگے بڑھا مگر خوف
ناک تھا۔ جسم میں لرزہ تھا حضرت نے کہا آگے آؤ۔ میں اور آگے بڑھا۔ یونہی یہاں تک کہ حضرت کے
قریب پہنچا۔ ارشاد ہوا بیٹھو۔ میں نے عرض کی ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا خوف نہ کر بیٹھ جا۔ میں
اس طرح بیٹھا کہ جس طرح آقا کے سامنے غلام بیٹھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا آرام سے بیٹھو
مربع بیٹھو۔ تم کو بڑی زحمت ہوئی پیادہ پابرہنہ آئے۔ اس کے بعد کے ارشادات بھول گیا
خواب سے بیدار ہوا۔ اسی روز اسباب سفر فراہم ہوئے حال آنکہ مدت سے راستہ بند تھا۔
موانعات رفع ہوئے۔ پیادہ اور پابرہنہ زیارت سے مشرف ہوا ایک شب روضۂ مقدسہ میں
زیارت پڑھ رہا تھا معجزات عظیمہ مشاہدہ کئے۔ شرح زیارت جامعہ میں شیخ احمد احسائی نے یہ
حکایت آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کے مشائخ اجازت یہ ہیں شیخ بہائی۔ ملا عبداللہ تستری
قاضی معزالدین محمد۔ شیخ یونس جزائری۔ قاضی ابو شرف۔ شیخ عبداللہ بن شیخ جابر۔ پسر عمہ مادر
آخوند ملا محمد تقی۔ محمد قاسم خالوے آخوند محمد تقی۔ شیخ ابوالبرکات واعظ۔ امیر شرف الدین علی۔
شیخ جعفر بن عباس نجفی۔ شیخ محمد تیلینی۔ اسی طرح تا محمد بن ثلثہ۔

اوایل حال میں جب تک آپکی شہرت نہ تھی ایک شخص جو آپ کا معتقد تھا حاضر خدمت
ہوا۔ عرض کی میرے ہمسایہ میں ایک شخص ہے۔ جسکی بد سلوکی سے میں بتنگ ہوں۔ رات کو فساق
واشرار کو جمع کرتا ہے۔ لہو ولعب وشرب خمر میں مصروف رہتے ہیں صبح تک یہی حال رہتا ہے۔
ممکن ہو تو اس کا علاج فرمایئے۔ آپ نے کہا آج انکی دعوت کر میں بھی رہونگا۔ شاید خدا وند عالم
اس واسطہ سے انکو راہ ہدایت پر لائے۔ یہ سنکر اس شخص نے ان کو دعوت دی۔ رئیس اشرار نے

کہا کیا سبب ہے کہ تو بھی ہم میں شریک ہوگیا۔ اس نے کہا ایسا ہی اتفاق ہوا تمام اشرار بہت
خوش ہوگئے۔ دعوت کے وقت آخوند سب سے اول جاکر ایک گوشہ میں بیٹھے رہے۔ ناگاہ رئیس
اشرار جماعت فساق کو لیکر آیا آخوند کو دیکھا تو ناگوار ہوا کہ یہ ہمارے غیر جنس ہیں۔ اٹھا دینے کی
نیت سے کہا آپ کا شیوہ عبادت بہتر ہے یا ہمارا طریقہ رندی۔ آخوند نے کہا دونوں کا بیان
تفصیل سے سنوں تو رائے قایم کروں۔ رئیس اشرار نے کہا ہاں یہ بات تو انصاف کی ہے
سنئے عالی جناب ہماری ایک صفت یہ ہے کہ جب ہم کسی کا نمک کھاتے ہیں تو اس کے ساتھ
خیانت نہیں کرتے۔ آخوند نے کہا اس کا مجھکو یقین نہیں ہے۔ اس نے کہا میری جماعت میں
یہ امر مسلم ہے۔ آخوند نے کہا تم نے خدا کا بنایا ہوا نمک کھایا ہے یا نہیں۔ جب اس بدمعاش
نے یہ بات سنی بے اختیار اپنی جائے سے اٹھا اس کے تابعین بھی برخاست کرکے چلے گئے
میزبان نے آخوند سے کہا یہ لوگ غضبناک گئے ہیں۔ آخوند نے کہا انجام کار یہاں تک تو ہوا
صبح ہوئی تو رئیس فساق جناب آخوند کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی شب گذشتہ کے کلام
کا مجھ میں اثر ہوا۔ غسل کرکے حاضر خدمت ہوا ہوں توبہ کرتا ہوں شرایع دین تعلیم فرمائیے۔
الحاصل جناب آخوند کی تاثیر نفس سے اس کو ہدایت ہوئی۔ مؤلف نے یہ حکایت حاجی محمد
صالح برغانی سے سنی ہے۔ بالائے منبر فرماتے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ بعض کا خیال ہے آپ صوفی تھے۔ آخوند ملا محمد باقر مجلسی نے رسالہ اعتقادات
ایک شب میں لکھا ہے اس رسالہ میں لکھتا ہے کہ میرے والد کی نسبت کسی کو صوفی ہونے کا
خیال نہ ہو میں ان کے احوال وعقائد سے بخوبی واقف ہوں بلکہ میرے والد صوفیوں کو بد جانتے
تھے۔ چونکہ صوفیوں کو غلو تھا اس لئے ابتدا میں آپ خاموش تھے انکی شقاوت کی آگ بجھانے کے
بعد آپ نے اعتقادات ظاہر کئے۔ میرے والد زاہد متقی عابد عالم فاضل تھے۔

آقا سید ابوجعفر کا بیان ہے کہ ایک قاضی جنات آخوند ملا محمد تقی کا تابع تھا۔ اصفہان
میں ایک شخص نے شوخی سے ایک عجب نام لیکر کہا اس دلہن کو پکڑ۔ دلہن غائب ہوگئی۔ اور

باوجود تلاش نہ ملی آخر مایوس ہوکر ملا محمد تقی مجلسی سے کہا تو آپ نے قاضی جن کو طلب کیا۔ اور دلہن کو ڈھونڈ کر لانے کا حکم دیا۔ قاضی جن نے دلہن کو لاکر کہا اس کے شوہر نے جو نام لیا تھا۔ اتفاقاً وہ جن اسوقت حاضر تھا اس لئے لے گیا تھا۔

احوال شیخ بہائی | محمد بن حسین بن عبد الصمد الحارث العاملی الہمدانی معروف یہ حارث اعور از اصحاب حضرت امیر المومنین سے تھے۔ اشعار یا حار ہمدان من یمت یرنی انکی طرف خطاب ہے۔ محمد بن حسین فقیہ جلیل اصولی اصیل تفسیر میں بے عدیل علم معقول میں حکیم نبیل تھے۔ اور علامہ زمان نادر آوان مشید ارکان دین متقن قوانین موسس اساس حبل المتین زبدۂ متقدمین و متاخرین۔ مشرف الشمسین فلک فقاہت اولین آسمان علوم آخرین تھے۔ آپکا لقب بہاالدین ہے۔ خاتم المجتہدین قدوۂ محققین مقتدائے متاخرین۔ مفتاح فلاح مفلحین تحقیق میں رئیس محققین اور تدقیق میں پیشوائے مدققین تحریر و تقریر میں اوحد انام نثر و نظم میں مقبول انام خاص و عام تھے

آپ اپنے والد شیخ حسین کے شاگرد تھے۔ شیخ نے حاشیہ تفسیر قاضی پر لکھا ہے کہ ان کو آخوند ملا عبد اللہ یزدی سے کہ صاحب حاشیہ تہذیب منطق ہیں تلمذ حاصل ہے۔ آخوند موصوف ملا جلال دوانی کے شاگرد ہیں۔ ملا جلال سید شریف کے شاگرد ہیں۔ تہذیب منطق پر ملا جلال کا بھی حاشیہ ہے اس کا نام نقطہ فولاد کہا ہے ملا عبد اللہ نے اس پر خوب حاشیہ لکھا ہے۔ آخوند ملا عبد اللہ صاحب کرامت تھے ایکبار اصفہان میں آئے تھے شب کا وقت تھا۔ توجہ باطن سے اصفہان کی طرف نظر کی۔ اور ملازمین سے کہا ہمارا اسباب اٹھاؤ کر اس شہر سے جلد روانہ ہوجائیں میں دیکھتا ہوں کہ اس شہر میں کئی ہزار شراب خانے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ عذاب نازل ہو اور ہم بھی جل جائیں۔ ملازمین نے اسباب اٹھانا شروع کیا سوار ہوکر ابھی شہر کے باہر نہیں گئے تھے کہ صبح کا وقت قریب ہوا آپ نے دوبارہ شہر کی طرف توجہ فرمائی اور ملازمین سے کہا۔ پلٹو۔ کئی ہزار جانمازیں بچھی ہیں لوگ نماز شب پڑھ رہے ہیں اب مانع عذاب ہے یہ کہہ کر مراجعت فرمائی کرامت علامہ شیخ بہائی آخر عمر میں اصحاب اطیاب

کے ساتھ اصفہان کے قبرستان میں گئے۔ اس قبرستان کو تختہ فولاد کہتے ہیں اہل قبور
کی زیارت کے بعد اصحاب سے الگ ہو کر ایک قبر کے قریب جا کر صاحب قبر سے ہمکلام
ہوئے۔ اصحاب دونوں کی آوازیں سنتے تھے مگر کلام نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے بعد جناب
شیخ وہاں سے گھر کی طرف چلے عبا سر پہ ڈالی کسی سے بات نہ کی گھر میں آکر دروازہ بند
کرنے کا حکم دیا۔ کسی کو گھر میں آنے نہ دیا۔ ایک ہفتہ کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ وصیت کے
مطابق جسد مبارک کو جوار امام رضا علیہ السلام گوشہ مسجد میں دفن کیا۔ مؤلف کتاب کو
بزمانہ زیارت مشہد مقدس شیخ بہائی کی قبر کی زیارت حاصل تھی۔ مسجد اصفہان چند بادشاہان
صفویہ کی کوشش سے بنی ہے شاہ عباس کے زمانہ میں تعمیر ختم ہوئی۔ اس مسجد میں پانچ
چیزیں نادرۂ روزگار قابل یادگار تھیں اور ہر ایک کی قیمت سات ہزار تومان تھی۔ جن
میں ایک فیروزہ نہایت نفیس اور عدیم النظیر سامنے کی دیوار میں نصب تھا۔ دوم سنگ
سماق کا ایک ٹکڑا دیوار میں لگا تھا۔ سوم سنگ مرمر کے ایک ٹکڑے کا بلند منبر تھا۔ جسکی
سترہ یا اٹھارہ سیڑھیاں تھیں چہارم مسجد کا دروازہ پنجم مسجد کے دروازہ پر ایک بیش بہا
طلائی زنجیر آویزاں تھی۔ جب یہ عظیم الشان مسجد تکمیل کو پہنچی بادشاہ کی نگاہ شوق نے
اس کے لئے امام جماعت کی تلاش میں چاروں طرف نظر دوڑائی عقل جوہر شناس نے
مقدس اردبیلی کے جوہر فضل کی طرف انتخاب کا اشارہ کیا سلطان کو علما سے بہت
اعتقاد تھا خصوصاً مقدس اردبیلی کے ساتھ۔ ایک بار مقدس اردبیلی نے سلطان کو
خط لکھا تھا عنوان خط میں۔ "اخ اعز شاہ عباس"۔

سلطان نے اس خط کو محفوظ رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ یہ خط میرے کفن
میں رکھ دینا۔ نائب امام نے مجھکو بھائی لکھا ہے اگر میں مستحق عذاب ہوتا تو آپ مجھکو بھائی کیوں
لکھتے یہی حجت قبر میں کافی ہے الغرض بادشاہ کی رائے اس پر قرار پائی کہ اصفہان
شہر میں شاہی جامع مسجد کا پیش نماز جمعہ جماعت جناب مقدس اردبیلی جیسا ذی کمال

مجتہد ہونا چاہیئے آنجناب اسوقت نجف اشرف میں سکونت پذیر تھے بشیران دولت نے
آنجناب کے بلانے میں شورہ طلب کیا سب نے عرض کی کہ جناب مقدس نہ آئیں گے۔
بلانا لاحاصل ہے۔ بادشاہ نے نہ مانا اور شیخ بہائی کو طلب کرکے فرمایا جس طرح ہوسکے
جناب مقدس اردبیلی کو یہاں لائیے آپ کے جانے سے امید ہے کہ آجائیں گے۔ جناب
شیخ نے منظور کیا بادشاہ نے سواری وغیرہ کا انتظام اور اپنے خاص خادموں کو ساتھ
کرکے جناب شیخ کو نجف اشرف روانہ کر دیا۔ جناب شیخ عتبات عالیات سے مشرف ہوکر
مقدس اردبیلی کے مکان پر گئے۔ رسمی ملاقات کی گفتگو کے بعد جناب شیخ نے آنیکا مقصد
بیان کیا انکار و اصرار کے بعد جناب مقدس راضی ہوگئے سفر کی تیاری بھی ہوئی شاہی
ملازمین نے سواری کے لئے گھوڑا پیش کیا آپ نے انکار کیا اور فرمایا میری سواری کے لئے
میرا درازگوش موجود ہے آپ کا دستور تھا کہ جب اپنے درازگوش پر سوار ہوکر کہیں
جاتے تھے آدھے راستے سوار جاتے اور آدھے پیدل۔ درازگوش اپنی مرضی خواہ آہستہ
چلتا خواہ تیزی کبھی چابک وغیرہ نہ مارتے جہاں سبزہ وغیرہ دیکھکر چرنے لگتا روکتے نہ تھے۔
جب تک کہ خود نہ بس کرے۔ اب سب شاہی ملازم اور جناب شیخ گھوڑوں پر سوار اور
جناب مقدس اپنے درازگوش پر روانہ ہوئے درازگوش کی آہستہ چال کے سبب باقی
ہمرکاب تھوڑی دور تو اپنے گھوڑوں کو آہستے لیگئے جناب شیخ نے آخر فرمایا جناب آپ
درازگوش کو ذرا تیز کیجئے فرمایا نہیں یہ حیوان ہے تھوڑی دور جاکر آپ درازگوش سے
اتر کر پیادہ ہوگئے۔ جناب شیخ نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا جانور سے کام لینے میں رعایت
عدل چاہئے۔ اتنی دور مجھے اٹھا کر چلا ہے اب اتنا ہی آزاد ہوکر خالی آرام سے چلے
جناب شیخ نے کہا گھوڑے پر سوار ہوجائیے۔ فرمایا اپنی سواری ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا۔
جناب شیخ نے کہا اے جناب اس طرح سے راستہ طے ہونا مشکل ہے۔ فرمایا میں تو اسی طرح
چلونگا۔ تھوڑا آگے چلے تھے کہ درازگوش سبزہ دیکھکر چرنے لگا۔ جناب شیخ نے آہستہ سے

اس کو بھی ماری تا اور جلدی چلے ۔ اور راستہ طے ہو۔ جناب مقدس کو یہ امر ناگوار گذرا فرمایا تم نے میرے دراز گوش کو بے خطا کیوں ایذا دی تم تو ملک عجم کے علما میں ہو تمہارا یہ حال ہے کہ میری مملوک شے کو میری موجودگی میں بے قصور سزا دی اور ظلم کیا اس ملک کے عام لوگوں کا کیا حال ہوگا بس میں ایسے ملک میں جانا نہیں چاہتا۔ ہرچند جناب شیخ اور سب ہمراہیوں نے اصرار سے التجا کی مگر آپنے نہ مانا اور اسی مقام سے واپس ہوگئے

ایضاً۔ ایک روز شیخ بہائی اور میر فندرسک استرآبادی کسی قصر شاہی میں بیٹھے تھے میر صاحب عرفا سے تھے اور مشہور تھا کہ ان کا جسم کیمیا ہے لوہا تانبا پیتل ان کے جسم سے مس ہوتا تو سونا ہوجاتا تھا۔ ان کے مرنے کے بعد اہل ہند نے چاہا تھا کہ انکی لاش کھود کر اپنے ملک میں لیجائیں۔ اس لئے ان کی قبر مستحکم بنائی گئی تھی۔ حاصل اینکہ جناب شیخ اور میر صاحب قصر شاہی میں بیٹھے تھے کہ شیر خانہ شاہی سے ایک شیر زنجیر توڑکر آیا۔ اور ان دونوں کے سامنے موجود ہوا۔ دیکھا تو اس مجلس کا طواف کیا اور باہر گیا کسی کو اذیت نہ دی اس مجلس کی حالت اور شیر کی صورت کو اصفہان کے ہشت وبہشت میں اسی کیفیت سے بنائی ہے۔

شیخ بہائی نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ مجھ سے سوال ہوا۔ صدوق بالاتر ہیں یا زکریا ابن آدم۔ میں نے کہا قاعدہ سے زکریا ابن آدم صدوق سے بالاتر ہونا چاہئے اس لئے کہ علمائے رجال نے صدوق کی توثیق اور زکریا ابن آدم کی کتب رجال میں توثیق ہے۔ ائمہ کی خدمت میں انکی جلالت و قربت کو لکھا ہے کہ زکریا ابن آدم حضرت امام رضا کے ساتھ ہم کجاوہ تھے کہ مکہ معظمہ جاتے تھے یہ بھی نہایت جلالت ہے الغرض اب کے بعد صدوق رضی اللہ عنہ کو میں نے خواب میں دیکھا سلام کیا تو بے توجہی فرمائی میں نے کہا مجھ سے اعراض کا سبب کیا ہے۔ جواب دیا کہ تم کو کس طرح سے معلوم ہوا کہ زکریا ابن آدم کو مجھ پر ترجیح حاصل ہے اسی حال میں خواب سے بیدار ہوگیا۔

مؤلف کا خیال ہے کہ اہل قم روایت میں بہت احتیاط کرتے تھے اگر راوی ضعیف ہوتا اور روایات کی نقل کرتا تو اس کو قم سے باہر کر دیتے تھے اور جس شخص کی روایت سے ائمہ کی شان میں غلو محسوس ہوتا تھا اس کو بھی نکال دیتے تھے پس اعتماد اہل قم کافی ہے صدوق مشائخ اجازہ اور معتمد قمیین معتمد مسلمین بلکہ مشائخ ثلثہ سے تھے آپ کی کتاب کتب اربعہ میں معتمد ومسلم ہے شیخ مفید آپ کے شاگرد تھے آپ دعائے حضرت عسکریؑ یا دعائے صاحب العصرؑ سے پیدا ہوئے ہیں بکثیر روایات وکثرت تالیفات دونوں کے علاوہ آپ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے یہی ترضی کافی ہے۔ توثیق صدوق میں کوئی شک نہیں ہے۔ مؤلف نے اس کو بہ تفصیل اپنی تالیفات میں لکھا ہے شیخ بھائی اکثر علوم میں واقف کامل اور ریاضی میں یگانہ زمانہ تھے۔ مشہور ہے کہ آپ نے ایک مربع پتھر پر نقش لکھا تھا۔ اور اس کو سرحد ایران میں دفن کیا تھا کہ وبا داخل نہ ہو شیخ کے وقت سے فتح علی شاہ کے زمانہ تک مرض وبا شایع نہ ہوا۔

فتح علی شاہ کے زمانہ میں شاہزادہ حسین علی مرزا حاکم شیراز تھے سلطنت کی آرزو میں درہم و دینار جمع کرتے تھے اس سنگ مدفون کو انگریزوں کے حاتھ بارہ ہزار تومان لیکر فروخت کیا اس سے غافل کہ بہ مضمون قل اللہم مالک الملک. بادشاہی خدا کے اختیار میں ہے۔ اس پتھر کے نکالنے کے بعد ایران میں وبا پھیلی اس کے بعد طاعون شایع ہوا۔ اور اب تک اکثر سال ایران وبا سے خالی نہیں ہے۔ ایضاً شیخ نے ایک پتھر اسی طرح اصفہان میں بھی دفن کیا تھا کہ یہاں طاعون نہ ہو۔ اسوقت سے اب تک اصفہان میں طاعون نہوا حال آنکہ تمام بلاد ایران میں طاعون ہوا مگر اصفہان محفوظ رہا ایضاً مشہور ہے کہ ایام سیاحت میں شیخ بھائی کوہ سراندیب پر پہنچے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا آپ اس کو دیکھتے تھے اور وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس شخص نے کہا "غذا حاضر کرو" آپ نے ہر چند نگاہ کی کوئی مخاطب نہ تھا اور ہوا سے دسترخوان اترا۔ اس شخص کے

سامنے دسترخوان بچھا متعدد غذائیں تھیں۔ اسی شخص نے کہا۔ اے وہ شخص جو میری نظر سے غائب ہے آ میرے ساتھ کہا آپ نے ہرچند ادھر اُدھر دیکھا اپنے سوا کسی کو مخاطب نہ پایا۔ یہ سنکر اس کے قریب آگئے اسکے ساتھ غذا تناول فرمائی جب دونوں کھانے سے فارغ ہوگئے تو اس شخص نے باقی غذا زمین پر پھینکدی۔ آپ نے کہا کفران نعمت کا سبب کیا ہے اس نے کہا فیض چاہیئے کہ عام ہو۔ اس زمین پر حیوانات بہت ہیں خدا کی روزی کھائینگے۔ اس کے بعد کہا۔ دسترخوان اٹھاؤ۔ اسی وقت دسترخوان ہوا میں غائب ہوگیا۔ ایضاً آپ کتاب کشکول میں لکھتے ہیں کہ اگر میرے والد مجھکو دیار عجم میں نہ لاتے۔ البتہ میں آج کون تراہ اہل زماں ہوتا۔ لیکن عجم میں آگیا ہوں۔ لوگ دامرا کی غذائیں کھاتے ہیں۔ ان کا لباس پہنا اہل عجم سے معاشرت کی وہ زہد وتقویٰ حاصل نہ ہوا۔ حدیث میں وارد ہے کہ بعض سفر میں اصحاب کبار رسید ابرار پیاسے ہوئے پانی نایاب تھا۔ رسول خدا نے انگشت سبابہ بلند کی اس سے آب خوش گوار مثل نہر کے جاری ہوا۔ اصحاب اور جانور سب سیراب ہوگئے۔ شیخ بہائی نے جب یہ حدیث دیکھی کہا اگر پانی انگشت خنصر یا بنصر سے جاری ہوتا البتہ میں سحر کا گمان کرتا۔ لیکن چونکہ سبابہ مبارک سے جاری ہوا لہذا میں قطعی کہتا ہونکہ آپ پیغمبر خدا ہیں۔ اس کلام شیخ کا مطلب آخوند ملا علی نوری سے دریافت کیا گیا کہ اسمیں کیا فرق ہے کہ پانی سبابہ مبارک سے جاری ہو توکیا اور خنصر وبنصر سے ہو توکیا کہ معلوم ہوکہ اول معجزہ ہے اور ثانی میں احتمال سحر ہے۔ آخوند نے بہت تامل کے بعد کہا میں نے اس میں ہرچند فکر کی مگر سبب معلوم نہ ہوا شیخ کے کلام میں اس قسم کے مشکلات بہت ہیں۔ ایضاً نماز جمعہ اصفہان میں میر باقر داماد پڑھاتے تھے بادشاہ ہر جمعہ شامل جماعت ہوتے تھے لکھا ہے کہ ایک دفعہ نماز جمعہ کے وقت پر نمازی جمع تھے بادشاہ بھی حسب عادت آگئے مگر میر باقر داماد کے آنے میں کچھ دیر ہوئی۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ نماز جمعہ کا وقت نہ جاتا رہے شیخ بہائی کی طرف اشارہ کیا کہ آپ پڑھائیے شیخ صاحب نماز پڑھانے کھڑے

ہو گئے شروع نہ کرنے پائے تھے کہ میر داماد آ گئے آگے بڑھ کر عصا سے شیخ کو اشارہ کیا شیخ صاحب
پچھلی صف میں چلے گئے اور میر صاحب نے بدستور نماز پڑھائی۔ بعض کا غلط گمان ہے کہ مثنوی
نان وحلوا میں خاص کنایات سے مراد میر داماد ہیں۔ مؤلف کے خیال میں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ
شیخ اور میر دونوں عالم وزاہد ہیں۔
مخفی نہ رہے کہ مثنوی نان وحلوا سفر حجاز میں لکھی گئی ہے۔ سوانح سفر حجاز نام رکھا۔ بعض علما
نے تصوف کی نسبت دی ہے کہ مسایل میں شیخ نے تجدد خیالی کی ہے کئی بار فقہ لکھی تجدد رائے
حسن اجتہاد مجتہد ہے۔ دوم اینکہ آپ نے تعلیم ترک فرمائی سیاحت میں مصروف رہے اکثر عمر
سیاحت میں صرف ہوئی۔ سوم اینکہ بعض کلمات سے تصوف کا اشارہ معلوم ہوتا ہے مثال سے
کاکل مشکین بدوش انداختہ۔ وزنگاہے کار عالم ساختہ۔ بعض اشخاص نے اسکی یہ تاویل کی ہے کہ
کاکل مشکیں سے مراد تعینات ہے کہ عارض ذات وجود حق پر ہوئی ہیں یہ وحدت وجود ہے۔
اس کے مفاسد ظاہر ہیں اسی طرح اور اشعار بھی ہیں۔ آخر کتاب مفتاح الفلاح میں لکھا ہے۔
سورہ حمد کی تفسیر میں کہ حضرت صادق یا دوسرے امام (زین العابدین) ایاک نعبد کی بہت تکرار
فرماتے تھے سبب دریافت ہوا فرمایا میں نے اسقدر کہا کہ اس کلام کو اس کے قایل سے کہ خدا ہے سنا
(امام زین العابدین نے ایک وقت ایاک نعبد نماز میں پڑھا تو زمین آسمان ہر طرف سے یہی صدا
آرہی تھی ایاک نعبد) (مترجم) یہ تاویل اسی طرح ہے کہ شیخ محمود شوستری نے گلشن راز میں لکھا ہے
روا باشد انا اللہ از درختے۔ چرا نبود روا از نیک بختے۔ یہ صریح وحدت وجود میں ہے چہارم اینکہ
شیخ نے اپنی کتابوں میں صوفیہ کی تعظیم کی ہے۔ ادب سے نام لیا ہے از اں جملہ وابتدا منہا
بنظم الشنوی۔ للحکیم المولوی المعنوی بشنو از نے چوں حکایت میکند ؞ وز جدائی ہا شکایت میکند۔
اسی طرح کتاب کشکول کے بعض مقامات میں لکھا ہے۔ قال العارف الربانی۔ والفاضل الذی
لیس لہ ثانی۔ محی الدین عربی یہ ہم اینکہ جسوقت شیخ بہائی نے یہ شعر لکھا سے کاکل مشکیں بدوش انداختہ
وزنگاہے کار عالم ساختہ۔ اور یہ شعر آپ کے والد کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے خفا ہو کر تادیب فرمائی

ششم اینکہ بعض اعتقاد ضعیف تھے مثل اس کے کہ مکلف اگر بذل جہد کرے تحصیل دلیل میں اس کو حرج نہیں ہے اگرچہ اپنے اعتقاد میں مخطی ہو نار میں مخلد نہ رہیگا۔ اگرچہ بخلاف اہل حق ہو۔ حال آنکہ اس سے لازم ہوگا کہ علماے ضلال۔ رؤساے کفار مخلد النار نہ ہوں جسوقت کہ شبہ رکھتے ہوں اور وہ شبہ مایہ ضلالت ہو مانند حج وغیرہ یہاں تک اعتراضات کا بیان ہوا لیکن بخیال مؤلف یہ اعتراضات درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ جناب شیخ کا دامن ان مطاعن کے لوث سے منزہ ہے۔ آپ ازہد و افضل و اعلم اہل زماں تھے۔ تجدد رائے دلالت حسن اجتہاد مؤلف قوت تصرف میں ہے نہ اینکہ عدم تجدد رائے دلالت سلب اجتہاد ہی ہو۔ یا العیاذ باللہ دلیل تصرف نہ ہو۔ آپ کے اجتہاد سرآمد اجتہاد مجتہدین ہیں۔ اسکے سوا کس شخص نے آپکے تمام فتاوی دیکھے ہیں کہ بیقین تجدد رائے ہو۔ آپ نے کتاب اثنا عشریہ مشرق الشمسین حبل المتین جامع عباسی لکھی کس شخص نے سب کا مطالعہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں ہر ایکجا ئے باہم اختلاف نہ ہو۔ اور یہ قول کہ تجدید رائے دلیل حسن اجتہاد ہے ہم کہتے ہیں بلکہ عدم تجدید رائے دلیل ہے کہ مقام استدلال میں نہایت جد و جہد کی ہے کہ دوبارہ اس اجتہاد سے تجاوز نہیں ہے۔ بلکہ مسئلہ ان کے پاس بدیہی ہے الحاصل انکی شان ایسے اعتراض سے اجل ہے دوسرے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ شیخ نے اکثر عمر سیاحت میں بسر نہیں کی ہو بلکہ مکہ معظمہ تک گئے ہیں۔ اور اپنے والد کے ساتھ ہرات تک بھی گئے ہیں دوسری سیاحت ہم پر ثابت نہیں ہو یا اسکے علاوہ سیاحت موجب فساد عقیدہ و باعث کفر و نفاق بھی تو نہیں ہے اور لازم نہیں کہ مومن یا مجتہد روز و شب اپنے گھر میں رہے یا تالیف و تصنیف و تدریس ہی کرتا ہے یہ اعتراض بھی بالکل مہمل ہے۔ تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ کاکل مشکین کا وحدت وجود سے کوئی سلسلہ نہیں ہے طریقہ شعرا ہے کہ اولاً قصاید میں ذکر محبوب کرتے ہیں۔ جس طرح مربع قصیدہ حسنہ ہے۔ مدح امیر المومنینؑ میں۔ حضرت امام رضا نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر ارشاد فرماتے ہیں [illegible] روز قیامت جہنم میں اور اس شخص

کے بیچ میں حجاب ہو گا۔ ورنہ ارشاد ہوتا۔ سید ۔۔۔ نے تشبیب کر کے اپنے عشق بازی کو
بیان کیا ہے۔ پس کاکل شکیں بھی اسی طرح ہے۔ سید ۔۔۔ اللہ جزائری نے لکھا کہ شیخ بہائی
ہر فرقہ سے معاشرت رکھتے تھے۔ ہر اہل ملت سے ۔۔۔ پاتے تھے۔ مصر میں ایک شخص نے
کہا تھا کہ شیخ بہائی علمائے عامہ سے ہے۔ میں نے کتاب ۔۔۔ الفلاح دکھائی اس کو بہت
تعجب ہوا۔ تفصیل مدح حضرت قائم علیہ السلام میں تو درج ۔۔۔ ہے ۔ انما لطا ابنا دالرہا
بمقتضی عقو ہم + اس سے اعتراض چہارم کا بھی جواب ۔۔۔ مقصود شیخ یہ تھا کہ ہر گروہ
سے انکے مذہب کے مطابق گفتگو کریں تاکوئی شخص ان سے اکا ۔۔۔ آداب علماء یہی ہے کہ
ارباب علم کی تعظیم کریں۔ اس لئے علمائے عامہ کا نام علمائے خاص ۔۔۔ لیتے ہیں اسیطرح
علمائے خاصہ کا نام علمائے عامہ بھی بہ تعظیم لیتے ہیں۔ یہ طریقہ اداب ۔۔۔ ہے اعتراض
پنجم کا جواب یہ ہے کہ یہ حکایت معترض کو معلوم ہو تو ہو ہم نے کسی سے نہیں ۔۔۔ کے علاوہ یہ
مثنوی سفر حجاز میں لکھی گئی اسوقت شیخ کے والد زندہ نہ تھے۔ فرزند پر عتاب کر ۔۔۔ تے کیا
سزا دیتے۔ بصورت تادیب۔ تادیب دلیل فساد عقیدہ نہیں ہے مصلحت ۔۔۔ ہے۔
جواب اعتراض ششم بہ فرض قول شیخ۔ یہ قول مقتضائے لطف ہے اسواسطے کہ ۔۔۔ عا
بقدر مقدور اس امر پر پہنچا کہ واقعی ہے اس پر اگر معذب ہو ظلم و تکلیف مالایطاق لازم ہوں۔
مخالفین و کفار کی جو نظیر دی ہے ہم کہتے ہیں کلام شیخ کبریٰ ہے صغریٰ میں نہیں ہے یعنے اگر ایسا
شخص پایا جائے معذب نہ ہو گا۔ صغریٰ یہ ہے کہ ایسا شخص پایا جاتا ہے یا نہیں شیخ نے نہیں کہا
در ایسا شخص پایا جاتا ہے یعنے آیا قاصر پایا جاتا ہے یا نہیں اگر شیخ اس مقام میں کہتے کہ پایا جاتا ہے
البتہ نقض مخالفین تمام ہوتا۔ لیکن شیخ نے ایسا نہیں کہا۔ مقتضائے آیہ شریفہ۔ والذین جاھدوا
فینا لنہدینہم سبلنا۔ عدم وجود قاصر پر دال ہے اسی طرح فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔
اسی طرح حدیث کل مولود یولد علی الفطرہ وانما ابواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ۔ اور قاعدہ
لطف کا اقتضا بھی یہی ہے۔ مخالفین و کفار نے نحو حقیقت سے مجاہدہ نہیں کیا ہے بلکہ دنیا

کیلئے حق سے چشم پوشی کی ہے پس اگر ... مرایا قاصر نہیں ہے اگر شیخ نے صغریٰ میں بھی کہا ہے
تو مسئلہ غوامض مسائل سے اور ... ف ہے قاعدہ لطف فروع میں بھی جاری ہے۔ اگر
اس مسئلہ میں ایسا فتویٰ دیا ... حق نہیں ہے شیخ بھائی۔ میرداماد کے ہمعصر تھے۔ ہمیشہ میرداماد
فرماتے تھے کہ میرے بعد ... رب بچہ کی (یعنے شیخ بھائی کی) شہرت ہو گی۔

کہتے ہیں کہ ایک ... ت بادشاہ وقت شکار کو جارہا تھا۔ میرداماد اور شیخ بھائی کو بھی
ساتھ رکھا تھا تھوڑ ... ت طے ہونے کے بعد ان علما سے ایک صاحب پیچھے رہ گئے تو بادشاہ انکے
پاس گیا جو آگے ... ہا وہ شخص کہ عقب میں رہ گیا ہے پست فطرت ہے اس قابل نہیں کہ گھوڑا
دوڑا ... ے ساتھ رہے آپ نے کہا کہ ان کا پیچھے رہنا اس لئے ہے کہ منبع و معدن علم
ہیں مرکب ... ماریا بار علم کھینچ نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے آہستہ آہستہ آتے ہیں یہ سن کر بادشاہ
دوسر ... الم کے پاس آیا جو پیچھے تھے اور کہا آپ نے دیکھا اس عالم کو وقار و تمکین حاصل نہیں
گھو ... س قدر تیز دوڑاتا ہے بے مغزی کے سبب سے آگے ہے آنجناب نے کہا انکے
... م بہت ہے ایسے سوار کا گھوڑا خوش حال ہے فیض صحبت سے شاہی خودداری
... ر سکتا تیز رفتار ہے اس لئے آپ ہی آگے ہیں یہ جواب سن کر سلطان دونوں عالموں کی
تعظیم کرتا رہا واضح ہو کہ علما اگر ایک دوسرے کی توصیف نہ کریں تو دونوں کی ہتک ہے
پس لازم ہے کہ دنیائے جیفہ کے لئے ایک دوسرے کی ہجو کر کے دونوں ضائع اور فاسد
نہ ہوں مشہور ہے کہ ایک وقت کوئی دو عالم ایک شخص کے گھر میں مہمان ہوئے ان میں سے
ایک صاحب قضائے حاجت کو جانے کے بعد میزبان نے دوسرے عالم سے پوچھا آپ کے
رفیق کی لیاقت علمی کیسی ہے اس عالم نے کہا میرا رفیق بے فہم و بے ادراک گدھا ہے تھوڑی
دیر کے بعد یہ عالم صاحب اسی ضرورت سے گئے اور صاحب خانہ نے دوسرے عالم سے
بھی یہی سوال کیا کہ آپ کے رفیق کا علم کس قدر ہے اس عالم نے کہا میرا رفیق بے فہم ہے
نر ہے۔ دونوں علما کے جوابات سن کر صاحب خانہ خاموش ہو گیا اور دعوت کے وقت

ملازمیں کو حکم دیا دو ظرف میں جو بھر کر ہر ایک ء ... سامنے رکھیں۔ جہان متعجب ہوئے کہ خلاف عادت یہ کیسی دعوت ہے۔ میزبان سے کہا ... ب ملا کہ حضرت میرا قصور نہیں ہے آپ نے انکو گدھا کہا اور آنجناب نے آپ کو خر کہا میر ... دونوں کے قول کی تصدیق کی ہے گدھے کی خوراک طعام نہیں ہے جو ہے کھائیے نوش ج ... ائیے۔ اگر میں ایک صاحب کی تصدیق اور دوسرے کی تکذیب کرتا تو قصور وار تھا خلا ... ابنا ءجنس کی مذمت اچھی نہیں ہے۔

ایضاً بادشاہ وقت شکار کے لئے جا رہا تھا۔ جناب شیخ بھائی آ ہمر ... ل رہے تھے۔ ملازمین نے ایک سور جو عجیب تھا شکار کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ سور کے ... لفظ اللہ منقش ہے چونکہ یہ کام انسان کا نہیں ہو سکتا اور آب دہن خوک نجس ہے حیرت ... جناب شیخ سے پوچھا آپ نے کہا یہ حال موید قول سید مرتضیٰ ہے کہ اجزاء مالاتحتہ الحیواۃ کو نجس ... نہیں مانا ہے مثل استخوان و موو ناخن و سم وغیرہ۔ اس وقت ایک طبیب بھی حاضر تھا۔ ... کہا شیخ الرئیس نے دانت کو ماتحتہ الحیواۃ میں داخل کیا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں روح نے حلول کیا ہے جناب شیخ بھائی نے جواب دیا کہ اخبار ائمہ کے خلاف پسر سینا کے قول کا اعتبار نہیں ہے یہ سنکر طبیب سر ہلاتا رہا۔ یعنے مقام تشنیع و سرزنش میں تھا کہ ان علما کو سمجھ نہیں ہے۔ بس اخبار پر جمو د ہے۔ طبیب کی اس حرکت سے آپ نے غضب ناک ہو کر کہا۔ اس مقام میں ابن سینا پر میرا اعتراض ہے کہ ہرگز اس سے نجات نہیں۔ طبیب نے کہا کیا اعتراض ہے جناب شیخ نے کہا پسر سینا نے فلاں بحث قانون میں کہا ہے کسی استخوان حیوان و انسان میں روح کا حلول نہیں ہے یہ کلام سالبہ کلیہ ہے۔ دوسری جائے کہا کہ بعض استخواں میں روح کا حلول ہے وہ دانت ہیں یہ کلام قضیہ موجبہ جزئیہ ہے اور موجبہ جزئیہ نقیض سالبہ کلیہ ہے پس یہ دو کلام قانون میں نقیض ہیں۔ طبیب نے کہا میں کتاب قانون دیکھکر اس مشکل کو حل کرتا ہوں آپنے کہا جا ہزار بار دیکھہ تجھکو کوئی نفع نہیں ہے۔

ایضاً مشہور ہے کہ بعد جناب شیخ کو علوم و غریب حاصل ہوئے۔ صفائے نفس سے تصرفات فرماتے تھے اور جو تصرفات آپ کرتے تھے آپ کا خدمتی قاسم بھی وہی تصرفات کرتا تھا۔ آپکو حیرت ہوئی تو قاسم نے کہا آپ صرف صفائے نفس سے ہے جو کچھ میں کرتا ہوں سحر و شعبدہ و نظر بندی ہے آپ نے کہا یہ حال ہے اس کو شایع نہ کر اگر کتاب میں لکھنا چاہتا ہے تو قلم اسرار سے لکھ یعنی ... طرز غریبہ کہ نااہل کو معلوم نہ ہو سکے۔ قاسم نے ایک کتاب لکھی آئیں تمام خطوط غریبہ ہیں ... نام اسرار قاسمی ہے۔ ایضاً آپ کے ایک شاگرد نے کہا سرمۂ خفی کی تعلیم فرمائیے کہ ... یہ سرمہ لگاؤں۔ سب کو دیکھوں اور مجھکو کوئی نہ دیکھے آپ نے انکار کیا۔ جب وقت ... اصرار بیحد ہوا تو اس شرط سے کہ ایسا کام نہ کرنا جو موجب فساد ہو آپ نے سرمہ خفا اس ... دیا چند روز گذرے تھے بادشاہ خاصہ تناول فرما رہے تھے دیکھا ایک لقمہ ہوا ... غائب ہو گیا اسی طرح دسترخوان سے ہر چیز کم کم ہونے لگی۔ بادشاہ کے سوا بظاہر کھانیوالا ... نہ تھا۔ بادشاہ نے شیخ کو لکھا آپ سمجھ گئے کہ یہ کام سرمۂ خفی کا ہے۔ جواب لکھا دروازہ بند کرکے گھانس جلانے کا حکم دیجئے۔ سبب گرفتار ہو جائیگا۔ اس طرح عمل کرنیسے دھواں بلند ہوا اور سرمہ خفا والے کی آنکھ سے آنسو کے ساتھ سرمہ بہہ گیا۔ وہ شخص گرفتار ہو گیا۔ آپکی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے تاکید فرمائی کہ بار دیگر ایسا نہ کرے ایضاً مشہور ہے کہ حصار صحن نجف پر شیخ بھائی کی طراحی ہے اس طرح کی حصار بنائی ہے کہ ہر فصل میں جب آفتاب دیوار پر ہو اول وقت ظہر ہے آپکی ولادت باسعادت شہر بعلبک میں وقت غروب روز پنجشنبہ ۱۷ ار محرم ۹۵۳ھ ہے تاریخ وفات ۱۲ ار شوال ۱۰۳۱ھ عمر مبارک ۸۰ سال تقریباً۔ آپکی تالیف مشہور ہیں۔ ازان جملہ جامع عباسی شاہ عباس کی فرمایش سے تالیف ہوئی عبادت تک لکھا تھا کہ راہی جنان ہوئے بادشاہ کے حکم سے آپ کے شاگرد نے کتاب ختم کی۔ کتاب زبدہ اصول ہیں۔ مفتاح الفلاح دعائے روز و شب میں۔ رسایل خمس۔ طہارت۔ نماز۔ روزہ زکات۔ حج۔ ہر رسالہ دار یہ یعنے وغیرہ۔ اس مؤلف کی اس پر بھی شرح ہے۔ رسالۂ

تشریح الافلاک۔ علم ہئیت میں۔ رسالہ قبلہ۔ رسالہ اسطرلاب۔ خلاصۃ الحساب۔ کتاب کشکول کئی جلدیں ہیں۔ اس میں ہر چیز کا ذکر ہے۔ معاد و ... تفسیر اشعار قصائد و حکایت و احادیث وغیرہ۔ حدیقہ ہلالیہ۔ کتاب اربعین اسکے لکھنے کا سبب یہ کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص چالیس حدیث جمع کرے کہ امت کے کارآمد ہوں وہ چالیس حدیثیں پردہ ہیں جہنم اور اس شخص کے درمیان اس لئے علمانے اربعین لکھی ہیں مانند شہید اول۔ آخوند ملا باقر مجلسی اور جناب شیخ بہائی وغیرھم کتاب حبل المتین علم فقہ میں۔ کتاب عروۃ الوثقیٰ تفسیر میں شرح عضدی بر مختصر الوصول رسالہ مواریث رسالہ ور ذبایح اہل کتاب رسالہ صمدیہ۔ اس کے حواشی بہت ہیں مؤلف کا بھی حاشیہ ہے سید علی خاں حاکم نے بھی اس پر شرح صغیر و کبیر لکھی ہے۔ سید صاحب موصوف صاحب شجاعت و سخاوت و فضیلت و کرامت تھے۔ سید نعمت اللہ جزائری نے لکھا ہے کہ ایک وقت میں آپکی خدمت میں حاضر تھا دیکھا کہ آپکی ڈاڑھی سفید ہے پوچھا آپ خضاب کیوں نہیں کرتے فرمایا میں تفسیر لکھنا چاہتا تھا استخارہ میں یہ آیت نکلی۔ وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب۔ سمجھا کہ میری اجل قریب ہے مختصر تفسیر لکھی اور خضاب ترک کیا کہ ریش سفید سے مرکر پیش خدا جاؤں۔ ایک سال کے بعد آپ کا انتقال ہوا صحیفہ کاملہ پر بھی آپ نے شرح لکھی ہے۔

علامہ شیخ بہائی کی باقی تالیفات یہ ہیں۔ حاشیہ من لایحضرہ الفقیہ ناتمام ہے کتاب تہذیب نحو میں کتاب بحر الحساب۔ توضیح المقاصد۔ جواب مسائل شیخ صالح جزائری۔ جواب مسائل متفرقہ شرح فرایض نصیریہ شیخ طوسی ناتمام ہے رسالہ نسبت اعظم جبال بسوئے قطار ارض تفسیر موسوم بہ عین الحیات۔ کتاب مشرقین الشمسین فقہ میں۔ رسالہ کر۔ شرح صحیفہ سجادیہ۔ موسوم بہ حدایق الصالحین۔ حاشیہ تفسیر قاضی بیضاوی۔ شرح تفسیر قاضی۔ حاشیہ مطول رسالہ سوانح سفر حجاز معروف بہ نان و حلوا حواشی کشاف۔ حاشیہ خلاصہ علم رجال میں۔ شرح رسالہ اثنا عشریہ شیخ حسن صاحب معالم حاشیہ قواعد شہید۔ رسالہ قصر و تخییر در سفر۔ رسالہ کواکب و استفادہ آفتاب رسالہ حل اشکال عطارد و قمر رسالہ احکام سجود و تلاوت۔ رسالہ استحباب سورہ وجوب شرح شرح (رومی)

احوال شیخ عزالدین حسین

شیخ عزالدین بن عبدالصمد بن محمد حارث ہمدانی جبعی۔ عالم محقق مدقق موثق متبحر مستند۔ عماد ارباب سناد محل اعتماد۔ آپ شہید ثانی کے تلمیذ رشید ہیں۔ آپکی تالیفات سے کتاب چہل حدیث رسالہ عقد حسینی حاشیہ ارشاد۔ رسالہ تحفہ اہل ایمان ہے۔ آپ بلاد خراسان میں شیخ الاسلام تھے وہاں سے بحرین میں آئے یہاں انتقال ہوا۔ ۶۶ سال کی عمر تھی۔ عقد طہماسبیہ بھی آپکی تالیف ہے شاہ طہماسپ کے لئے لکھی تھی۔ شرح بر الغیہ شہید اول رسالہ نماز جمعہ۔ آپ شیخ بھائی کے والد ہیں جسوقت آپ بلاد عجم میں آئے آپ کے فرزند شیخ بھائی کی عمر اسوقت ۷ سال کی تھی آپ مکہ معظمہ گئے تھے۔ قصد تھا کہ وقت وفات مکہ معظمہ میں رہیں لیکن خواب میں دیکھا کہ قیامت قایم ہوئی ہے حکم خدا ہوا ہے کہ زمین بحرین و مافیہا جنت کی طرف بلند ہو بیدار ہو کر بحرین میں آئے اور یہاں تا انتقال رہے۔ علمائے بحرین آپ کے آنے سے بہت خوش ہوئے یہاں مجلس درس مقرر تھی کہ تمام فضلائے بحرین جمع رہتے تھے۔ شیخ داود کو مناظرہ میں ید طولی حاصل تھا۔ شیخ حسین سے مناظرہ کرنا چاہا حالانکہ ان کو آپ کے مقابل رتبہ حاصل نہ تھا آپ نے یہ ابیات لکھیں ؎ اناس فی زمان قد تصدوا + لمحو العلم فاشتغلوا بلم لم + فان باحثتم لم تلق منهم + سوی حرفین لم لم لا نسلم + آپکی قبر بلاد بحرین قریہ مصلے میں ہے آپکے فرزند شیخ بھائی نے آپکی وفات پر مرثیہ لکھا ہے۔ صاحب معالم اور شیخ بھائی کو انھیں بزرگوار سے اجازہ حاصل ہے وفات شیخ ۸ ربیع الاول ۹۸۴ھ سال ولادت غرہ محرم ۹۱۲ھ

اتمام حصہ سوم ترجمہ قصص العلما از میرزا درعلی رعد۔ حکیم دواخانہ داڑی جنکشن

حصہ چہارم میں احوال شہید ثانی سے تا احوال شہید اول ہے مع حالات ملا باقر داماد و شیخ الرئیس وغیرہم اور حصہ پنجم میں شہید اول مقدس اردبیلی سے تا ختم کتاب۔

حضرات ناظرین کی خدمت میں احوال کتاب قصص العلما فارسی۔ و ترجمہ اردو بھی لکھنا ضروری ہے۔ اصل کتاب پچاس سال کی تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے۔ تذکرہ علما میں آج تک ایسی کتاب تالیف نہ ہوی تھی۔ احوال ترجمہ یہ ہے کہ اتفاقاً ایک دن میں نے عالیجناب شہزادہ

نادری آقا مولوی نادر بہو دعلی مرزا صاحب المخاطب بہ نواب بہو دیار جنگ سے کہا کہ تذکرۂ علما میں کونسی کتاب جامع ہے اور کہاں ملیگی۔ آقائے موصوف نے اسی وقت مجھکو کتاب قصص العلما فارسی مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسکو دیکھو اور اردو ترجمہ لکھکر اصل کتاب و نقل ترجمہ مجھکو دینا۔ مولوی میر صادق علی صاحب ساکن قریب زنانی پھاٹک نے بالآخر مجھکو دی ہے اور مجھکو فرصت نہیں ہے۔ ترجمہ ہو تو وہ بطور خود طبع کریں گے۔ یہ سن کر مترجم نے یہ کتاب لی اور ایک ماہ کے عرصہ میں بحذف اجازات پوری کتاب کا ترجمہ کیا۔ بعد نظر ثانی ایک نقل ترجمہ مع اصل کتاب آقائے موصوف کو دیدی اور نظر ثانی کی ایک نقل بھی رکھ لی۔ مولوی صادق علی صاحب سے بھی ممکن نہ ہوا کہ اس کو طبع کریں۔ مدت انتظار گذرنیکے بعد سالم کتاب کا ترجمہ بوجہ مفلسی ایک وقت طبع کرنا محال تھا اس لئے مترجم نے اسکے ۵ حصے کئے۔ حصہ اول دوم کے وقت جرمنی جنگ کے سبب سے کاغذ بہت گران قیمت تھا۔ یعنے اسوقت ۵ ریم ہے تو اسوقت ۵ فی ریم تھا۔ تاہم بقدر ۲ حصے استطاعت تھی۔ طبع بھی ہو گئے۔ اب خریداروں کی یہ حالت ہے کہ جب تک ترجمہ مکمل طبع نہ ہو خریداری سے انکار پھر باقی ۳ حصے طبع ہوں تو کب اور کس طرح نواب عنایت جنگ بہادر دام اقبالہ نے بطور امداد حصہ اول کے دس نسخے خرید فرمائے ہیں اور جناب مولوی سید ولایت حسین صاحب ہتم ٹپہ نے بھی دس۔ اسطرح حصہ اول و دوم کی ایکہزار جلدوں میں پچاس ساٹھ جلدیں بقیمت فروخت ہوئی ہیں اور اسسے زیادہ مفت بھی تقسیم ہو چکی ہیں باقی ۳ حصے ترجمہ تو کیا میں حصہ سوم سے بھی مایوس ہو چکا تھا۔ حصہ اول و دوم بزمانہ گرانی طبع ہونے کے بعد نہ ان مطبوعہ کی حفاظت کا انتظام نہ بلدہ میں قیام بچوں کی تعلیم میں ایک مکان ذاتی فروخت ہو گیا۔ حصہ سوم کے لئے کچھ نہ بچا۔ دوسرا مکان سکونتی موجود ہے اس کے بعد بڑی لڑکی کی شادی ہوئی ادائی قرض تک مجبور تھا۔ اس کے بعد الحمد للہ حاصل عمر زیارت کربلائے معلی نجف اشرف سے آخر سال ۱۳۴۹ھ میں مشرف ہوا بعدہ اپنی یہ خیال ہوا کہ میں نے حتی الامکان سب کام کئے۔ زیارت مشہد مقدس و مدینہ اور تکملہ ترجمہ کے سوا

اب کوئی کام باقی نہیں ہے اگر ہے تو اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ بڑا لڑکا میر باقر علی بی۔ اے بھائی بہنوں کی بفضلہ تعالیٰ مدد کریگا۔ مگر تکمیل ترجمہ کی امید نہ تھی۔ اور یہ ترجمہ میں نے محض اس لئے کیا ہے کہ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ اور اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اولیاء کے لئے متقی ہونا شرط ہے یہ علما اولیا اللہ ہیں کہ متقی بھی ہیں حاصل یہ ہیکہ جو متقی نہیں ولی نہیں۔ ترجمہ مکمل شایع نہ ہونے کے سبب سے اکثر حضرات کو خریداری سے انکار ہے برسوں میں ایک دو جلدیں فروخت ہوں تو اس سے کیا حاصل۔ خیال تو یہ تھا کہ ایک جلد کی رقم میں صرف کروں اس کے فروخت سے حصہ دوم الطبع تا ختم ترجمہ۔ بذریعہ نظامت کو توالی اضلاع ۲ جلدیں فروخت ہوئی ہیں۔ قیمت وصول ہوئی اس کے بعد تو خریداری موقوف اور مطبوعہ جلدیں ضائع ہونیکی نوبت آئی۔ نظر ثانی کا مسودہ بھی کرم خوردہ اور ضائع ہوگیا۔ پہلا مسودہ مجلد ہونے کی وجہ سے الحمد للہ محفوظ ہے۔ میں شاعر ہوں عبارت آرائی پر بھی قادر ہوں مگر نظر ثانی کا ترجمہ ضایع ہونیکے بعد یہی سمجھا کہ مسودہ اول لفظی ترجمہ ہی کسی قدر اصلاح ترجمہ سے بالفعل شائع ہونا مناسب ہے ان شاء اللہ بعد تکمیل بشرط قدر دانی طبع دوم میں انشا کا بھی خیال رہیگا۔ مذہبی ترجمہ ہے زباندانی مقصود نہیں ہے۔ آخر اسی مایوسی میں دس سال کے بعد بزمانہ رخصت حصہ اول و دوم۔ عالیجناب جلالت مآب نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ العالی کے ملاحظہ اقدس میں پیش کئے۔ عالیجناب نواب صاحب دام اقبالہ العالی نے ۲ جلدوں کے عوض ما ۵۰۰ روپیہ مرحمت فرمائے جنکی بدولت یہ حصہ سوم طبع ہوا ہے۔ خداوند عالم۔ دارین میں آپ کو اس کا اجر امداد عطا فرمائے اور یہ کامل شاعر فاضل استاد الکل فی الکل عالیجناب مولانا علامہ سید علی حیدر صاحب طبا طبائی المخاطب بہ حیدر یار جنگ بہادر و آقائے انام علامہ داعی اسلام کی سعی جمیل بھی قابل شکریہ ہے کہ جنکی تحریری و زبانی یاد دہی سے۔ رقم مجھکو حاصل ہوئی ہے۔ عطائے رقم و یاد دہی کرم قیامت تک یادگار اور دارین میں باعث حصول اجر و ثواب ہے اور علماء و مومنین بھی اس کی تائید و

خریداری غربا دیں تو حصہ چہارم و پنجم کی تکمیل آسان ہے ورنہ انشاء اللہ کسی طرح یہ ترجمہ مکمل ہو کر رہیگا۔ تکمیل ترجمہ کرامت علما ہے بہر حال جز معاشی و کم فرصتی میں مجھ سے دشوار سہی مگر محال نہیں ہے التماس دعا۔ فقط معروضہ حکیم میرزا درعلی رمعد نبیرۂ میر الشعرا حضرت شہید دہلوی مرحوم

غزل حضرت مولوی سید نوازش علی صاحب لمعہ مرحوم برادر مترجم قصص العلما

سرو شداست پا بگل از قد نازنینِ ما
رنگ رخ قمر شکست عارض مہ جبینِ ما

قصہ قیس و کوہکن از دلِ جملہ خلق رفت
مشتہر است کو بکو حالِ دل حزینِ ما

شعلہ حسنِ او کجا تابِ نظارہ ام کجا
آخر کار خیرہ شد دیدۂ دوربینِ ما

راز دلم ہزار حیف آخر کار شد عیاں
شکوۂ ما چہ از کساں دزد چو شد امینِ ما

لمعہ ز جان و دل صنم مدح سرائے چو چنین
تاب و مجال دم زدن نیست بہ نکتہ چینِ ما

کلام حکیم میرزا درعلی رمعد مترجم قصص العلماء

آرزو جستجو سے بہتر ہے
جستجو آرزو سے بہتر ہے

آبرو ہے تو خاکساری میں
یہ تیمم وضو سے بہتر ہے

درد نوشی سے مئے توکل کو
ایک قطرہ سبو سے بہتر ہے

تیرا در چھوڑ کر کہاں جائیں
ایک سو چار سو سے بہتر ہے

دامن صبر جوش وحشت میں
چاک رہنا رفو سے بہتر ہے

ذلتِ عشق عارضی ہو اگر
عزتِ و آبرو سے بہتر ہے

مثلِ مجنون ہو عاشق سیرت
نیک خو خوبرو سے بہتر ہے

پی بھی جا دیکھتا ہے کیا زاہد
کیف سے رنگ و بو سے بہتر ہے

یا وفا ہو کہ بنے وفا لیکن — دوست آخر عدو سے بہتر ہے
کیا کہوں تجھ سے لطف خاموشی — بے محل گفت گو سے بہتر ہے

مستیِ رندِ بے ریا اسے رعد
شیخ کی ہائے ہو سے بہتر ہے

آتا ہے مال شوق خریدار دیکھکر — یوسف بکے تو مصر کا بازار دیکھکر
دشوار ہے محال نہیں ہے گل مراد — طالب مگر ڈرے نہ کہیں خار دیکھکر
اہل دلا پہ گرتی ہے برق بلائے ناز — لیکن متاعِ صبر خریدار دیکھکر
ناکام ہے رقیب تو میں کامیاب ہوں — دل دے رہا ہوں تجھکو دل آزار دیکھکر
انکار اب مسیح کو بھی ہے علاج سے — مجھکو ترے فراق کا بیمار دیکھکر
الفت کی مے حلال بہکنا حرام ہے — میخوار کو پلاتا ہے میخوار دیکھکر
کیا کام اہل حق کو ریا و نمود سے — کیوں معتقد ہے سبحہ و زنار دیکھکر

تقریب خوب بہر ملاقات ہے نصیب
وہ رعد کو بلاتے ہیں اشعار دیکھکر

عیب خود بینی سے پیدا ہو گیا — آئینہ میں عکس الٹا ہو گیا
مر گیا عاشق تو فرماتے ہیں وہ — آج یہ بیمار اچھا ہو گیا
آپ تو وعدہ وفا فرمائینگے — کیا کہوں دل کو مرے کیا ہو گیا
حسن کا کوئی نہیں کرتا گلہ — عشق ہی بدنام و رسوا ہو گیا
موت کہتی ہے نیا پہنو کفن — جامۂ ہستی پرانا ہو گیا

رعد ہوں میں عاشق روز الست
جو مری تقدیر میں تھا ہو گیا

روتا ہے مومنوں کا دل زار زار زار — ہر روز و شب ہے آہ شرر بار بار بار

شرمندہ رنگ چشم عزادار سے شفق — وہ ایکبار اور یہ خونبار بار بار

ہر سو عدو بھٹکتے ہیں صحرائے نجد میں — پھرتے ہیں جیسے نشہ میں میخوار خوار خوار

نفس نبیؐ وصی نبیؐ سے ہیں دور دور — دنیا میں جنکے رہتے ہیں اغیار یار یار

اشک غم حسین ہے قیمت بہشت کی — گریاں ہے میری چشم گہر بار بار بار

بزم عزا میں چاک گریباں ہے رعدؔ بھی
بزم غنا میں شیخ کی دستار تار تار

ما فوق عرش رفعت سلطان کربلا — دوش نبیؐ ہے تخت سلیمان کربلا

ہے یادگار صبر حسین و جفائے شمر — پیاسے شہید ہو گئے مہمان کربلا

ہے چاک دامن شب غم صبح حشر تک — یاد آتی ہے جو شام غریبان کربلا

زندہ ہے وہ جو راہ خدا میں ہوا شہید — ہے شش جہت میں ذکر شہیدان کربلا

وہ پیاس اور کم سنی وہ تیر حرملہ — اصغرؑ سا کوئی ہوگا نہ قربان کربلا

اسلام کی بقا ہے شہادت حسینؑ کی — ارکان دین کے ہیں یہ ارکان کربلا

ایسے شہید کوئی نہ اول نہ بعد میں — اصحاب منتخب ہیں شہیدان کربلا

اس نظم خون فشاں میں بہتر شہید ہیں — حر جری ہے مطلع دیوان کربلا

وہ حسن تھا کہ ایسا نہ ہوگا کوئی حسین — مثل نبیؐ تھے یوسف کنعان کربلا

قاتل وہ خود نہیں ہیں مگر ظلم یادگار — لایا ہے رنگ خون شہیدان کربلا

جاہ و جلال بعد شہادت بھی ہے وہی — عباس ہیں وہ خاتم اعوان کربلا

ہر درد لا علاج کا شافی علاج ہے — خاک شفا ہے خاک شہیدان کربلا

حج ایک بار اور زیارت مدام ہے — سنے ہر خاص و عام یہ اعلان کربلا

حاجی سے بھی زیادہ ہیں زوار کے عدد — فیض مدینہ اور ہے فیضان کربلا

دونوں میں چار حرف ہیں اعداد کا ہے فرق
دو چند کے قریب ہے حسبان کربلا

ہیں کربلا میں اور مدینہ میں پانچ حرف
دونوں ہیں ایک کیا ہو بیان شان کربلا

میرا حسین مجھ سے ہے میں ہوں حسین سے
ہے یہ حدیث مدحت سلطان کربلا

آب حیات شرم سے ظلمت میں ہے نہاں
پیاسے شہید ہو گئے مہمان کربلا

جنت یہی بہشت یہی خلد ہے یہی
پیش نظر ہے روضۂ رضوان کربلا

کافی ہے ایک بیت بھی میری ہو گر قبول
بیت جنان ہے بخشش سلطان کربلا

ہے وہ سبک تو یہ ہے گراں قدر اجر سے
میزان عرش و کفۂ میزان کربلا

اس نظم آبدار کا کوثر ملے صلہ
یارب بحق اصغر عطشان کربلا

زوار تو ہوا ہوں مگر رعد ہے دعا
خاک لحد ہو خاک بیابان کربلا

یہ رسائی تھی کہاں اس عاجز و ناچار کی
یاد فرمائی عنایت ہے شہ ابرار کی

روضۂ شاہ نجف سے کربلا میں ہے قیام
رفعت قسمت ہے یا معراج اس زوار کی

ہے مدینہ یا نجف یا کربلا یا طوس ہے
ہیں یہی جنت کی راہیں مومن دیندار کی

سبط احمد ہے حسین ابن علی جان نبی
یہ شہادت ہے شہادت احمد مختار کی

ہے شہادت کی شہادت میں غم ذکر حسین
جن و انساں و ملک میں ہے صدا اظہار کی

تین دن کی پیاس تھی یا خاصۂ آل عبا
دوپہر کی دھوپ تھی یا چھاؤں تھی تلوار کی

حق تبلیغ رسالت ہے مودت آل کی
فرض اسلامی ہے الفت عترت اطہار کی

ہیں محب انکے جناں میں اور دوزخ میں عدو
ہے سبب جنت کا وہ علت یہی ہے نار کی

ہو وسیلہ انکی بیماری تو حاصل ہے شفا
یہ مسیحائی ہے باقی عابد بیمار کی

کربلا کوفہ نجف اور کاظمین و سامرہ
تھی رسائی ہر طرف اس طالب دیدار کی

رعد باقی ہے خراسان و مدینہ کا سفر
بس یہی ارمان ہے حسرت ہے اب زوار کی

بهر هر عیدے نشانے دیگر است | عید نوروزے بشانے دیگر است

همت ما را بر در باب علوم | هر جبین را آستانے دیگر است

مومنان شیعیان آل را | در دو عالم عز و شانے دیگر است

من مقیم کوئے یارم گر ازل | این زمین را آسمانے دیگر است

قاتل من خود مسیحائے من است | بهر هر جانم روانے دیگر است

در دل عشاق با بے مکینش | لامکان را هم مکانے دیگر است

روز افزون آتش شوق من است | بهر هر روزش که شانے دیگر است

باد نوروزی وزد در گلشنم | زین جهانم آشیانے دیگر است

در نجف جانم تنم اندر دکن | جان من باقی بجانے دیگر است

بهتر از حرص جهان ترک جهان | این جهان را تا جهانے دیگر است

از حجازی کے رسی بر بام وصل | نردبان را نردبانے دیگر است

گر رسی بر چرخ اول پر ملاف | آسمان را آسمانے دیگر است

احمد حسام است و رعد نیک نام
هر زبانے را بیانے دیگر است

از کسب ضیا نور دماغ است دل ما | روشن ز چراغ است و چراغ است دل ما

هر روز و به هر ماه و به هر سال بهارش | با آن گل مقصود که باغ است دل ما

در روز علوم است چو خورشید درخشان | در شام ادب مثل چراغ است دل ما

در مکتب و در مدرسه قاموس علوم است | در میکدهٔ فیض ایاغ است دل ما

در فخر و غنا همت اگر گنج جواهر | در فقر و رضا کنج فراغ است دل ما

در مجلس تحقیق بود رکن حقیقت | چون تابع احکام و دماغ است دل ما

از داغ بود رونق و زیب پر طاوس
اے رعد از آن داغ به داغ است دل ما

غزلیات مشاعرہ خاص عالیجناب مہاراجہ صدر اعظم یمین السلطنت بہادر دام اقبالہ

نازد بعشق قیس کہ لیلی برائے کیست
لیلی بحسن خویش کہ مجنوں فدائے کیست

این منبر رسول کہ عرش علوم ہست
در حیرتم کہ واعظ ناداں بجائے کیست

جور و جفاست بر دل عاشق بجرم عشق
از حسن خویش پرس کہ اینک خطائے کیست

در حیرت از خطاب کلیم کہ بعد ازین
دیدن برائے کیست نہ دیدن برائے کیست

اے چارہ گر علاج عرض بیش ازین مکن
اصل مرض بجو کہ دلم مبتلائے کیست

نا آشنا ز خلق شدم آشنائے دوست
نا آشنائے خلق ببیں آشنائے کیست

قاروں کہ بے نصیب و سخی بر خورد از د
زر خاک بہر کیست بگو کیمیائے کیست

آب بقاست تیغ و دیت شد وصال یار
غیر از شہید عشق چنین خونبہائے کیست

شادا کہ صدر اعظم باب حکومتی
زین بیش قرب شاہ دکن از برائے کیست

دارد امید آنکہ بالطاف عام خویش
پرسی حال زعمد کہ بر در جائے کیست

اے زعمد ہر کہ واقف اسرار حق بود
آواز نخل طور بداند صدائے کیست

آنکہ آزاد ز قید دو جہاں شل من است
نہ گرفتار دل و جاں نہ گرفتار تن است

امشب آں ساقی گلفام کہ شمع بزم است
بلبل او دل و پروانۂ او جان من است

منکر جوہر فرد ای دل بے عقل مباش
نیست چوں قابل قسمت بلبل آں دہن است

باش چوں قلقل مینا کہ بہ میخانہ عیش
خندہ زد بر غم دنیا کہ پئے مکر و فن است

صبر و ہوش و خرد و تاب و تواں دل و جاں
ہمہ قربان تو اے غمزۂ ناوک فگن است

چوں سکندر نہ روم در طلب آب حیات
چشمۂ آب بقا آں لب شکر شکن است

جز ہوا خواہ تو در محفل خود راہ مدہ / تو سلیمان زمانی و رقیب اہرمن است

نرگس چشم مرا وعدۂ وصلش دادہ / گرچہ صد مہر حیا بر لب غنچہ دہن است

خاطرم جمع بتو بے تو پریشاں خاطر / انجمن خلوت من خلوت من انجمن است

آنکہ بے پردہ بصد پردہ براز است نہاں / خود عیاں است کہ نزدیک تر از من بہ من است

دست من از گل مقصود چناں کوتاہ است / ہمچو بلبل کہ اسیر قفس و چمن است

بادۂ کہنہ خورم تازہ فشانے دارم / سر من گرم ز جمعیت شراب سخن است

وائے بر گردش ایام کہ مثل پرکار / وطن من سفر است و سفر من وطن است

صدر اعظم بجہاں چیست سخائے تو مدام / تا وجودت ہمہ جود است کہ اندر کرم است

رعد از گردش اقلاع اضلاع نہ تنہا نالد / نالۂ مرغ اسیر ایں ہمہ بہر وطن است

تاریخ شادی میمنت آبادی

مہاراجہ بہادر صدر اعظم / بہ اہل و آل و ہم اولاد باشد

بہ عقد نیک گفتم رعد تاریخ / ہمایوں عقد بنت شاد باشد

تاریخ طبع قصص العلما حصہ سوم

از عطائے لائق مختار ما سالار جنگ / حصہ سوم شدہ ایں ترجمہ بے نقص و عیب

سال از منقوطہ و از غیر منقوطہ ہمیں / یادگارم رعد باشد مصدرے ز اسرار غیب

اس مصرع تاریخ کے حروف منقوطہ و غیر منقوطہ دونوں سے ایک ہی سال ۱۳۱۱ھ اس صنعت کی نظیر کتاب ملکہ محال ہے

اے مقصدِ ما اوحیٰ معراج مبارک ہو
مطلوب شب اسریٰ معراج مبارک ہو

لولاک سے ظاہر ہے معراج ہے جسمانی
افلاک کا تو منشا معراج مبارک ہو

ممدوح خدا تو ہے محبوبِ خدا تو ہے
محبوب سے کیا پردہ معراج مبارک ہو

جبریل کے پر جلتے حد سے جو گذر جاتے
اے عرش کے بے ہم پا معراج مبارک ہو

کیا ساتھ کوئی چلتا اس منزل قربت میں
سایہ بھی نہ تھا تیرا معراج مبارک ہو

نعلین مبارک سے جب عرش کی زینت ہو
یہ مرتبہ ہے کس کا معراج مبارک ہو

معراج کو تو تجھکو معراج مبارک ہو
اے صاحبِ او ادنیٰ معراج مبارک ہو

اک برقِ تجلی سے بیہوش ہوئے موسیٰ
وہ طور یہ عرش اعلا معراج مبارک ہو

معراج میں خالق سے حیدر کی صدا آئی
مولا ہے وہی مولا معراج مبارک ہو

آراستہ تھی جنت افواج ملک حاضر
حوروں کا ترانہ تھا معراج مبارک ہو

امت کی شفاعت ہو اللہ کی رحمت ہو
فرماں فترضیٰ کا معراج مبارک ہو

ہر بیت قصیدہ ہے جنت کا قبالہ ہے
اشعار بھی ہیں زیبا معراج مبارک ہو

اے لاحد کلام اپنا معراج عقیدت ہے
مقبول ہو یہ ہدیہ معراج مبارک ہو

قصیدہ جشن مولادت شبیہ خیر البشر شہزادۂ علی اکبر۔ مورخہ ۱۸ ماہ شعبان سنہ ۱۳۵ھ

حسنِ منظورِ ازل قسمت برائے خاص و عام
بہرِ عالم تاب ہوا انسان یا ماہِ تمام

حسنِ مطلق کے ہیں مظہر انبیا و اوصیا
منظرِ حسنِ مقید صورت و شکلِ انام

انبیا میں حضرت آدم سے تا دورِ مسیح
حسنِ یوسف کی ہے شہرت اور یہی مشہور نام

حسن کے حصے ہیں دس نو بہرِ محبوبِ خدا
ایک باقی کے بھی دس حصے ہیں بہرِ انقسام

ایک اِن دسویں کا دسواں حسنِ یوسف خاص ہے
اور باقی نو برائے عام تا روزِ قیام

حسن محبوبِ خدا یعنے محمد مصطفےٰ
ہے ازل سے تا ابد رشکِ حسینانِ انام

انتخابِ حسن کی خود انتہا معراج ہے
تھا شبِ اسریٰ میں بھی محبوبِ حق کا اہتمام

صنعتِ مشاطۂ اسریٰ سے تھا محبوبِ حق
جلوہ گاہِ قابَ قوسین اَو اَدنیٰ مقام

حسنِ مطلق شاہد و مشہود محبوبِ خدا
شاہدِ مطلق ہے ناطق اور مَا اوحیٰ کلام

مثلِ خورشید جہاں چوتھے فلک پہ ہیں مسیح
عرشِ اعلیٰ پر ہوا شمسِ حقیقت کا قیام

آسمانِ حسن کا ہے ماہِ کنعاں ماہِ حسن
اور مہرِ حسن محبوبِ خدا خیر الانام

صاحبِ لولاک ہے وہ باعثِ افلاک ہے
اسلئے معراج جسمانی ہے محمود المقام

ہے کلیم اللہ کی معراج کوہِ طور پر
عرش ہے طورِ محمد یا خدا ہی ہم کلام

ہر مکان کو ہے مکین لازم خدا ہی لامکاں
عرشِ اعلیٰ ہے مکانِ مصطفےٰ فوق التمام

روز بازارِ جمال و حسن میں تھا لاجواب
ہو چکا بس ذاتِ محبوبِ خدا پر اختتام

مظہرِ نورِ خدا حسنِ محمد لایزال
مظہرِ نورِ محمد آلِ اطہر ہیں تمام

ہے علی اکبر شبیہ خاصِ محبوبِ خدا
یوسفِ شبیر وہ ابنِ امام ابنِ امام

ہیں یہ ہمشکلِ محمد ان کا اب ثانی نہیں
نقشِ ثانی پر ہوا ہمشکل کا بھی اختتام

حسنِ اکبر مثلِ حسنِ مصطفےٰ محدود ہے
حسن ہی کیا ہے اگر سمجھو زلیخا کا غلام

میں نے مانا اور بھی ہونگے حسین انکے سوا / کوئی ہمشکل محمدؐ ہے تو کہدو اس کا نام
حسن خود کہتا ہے اکبرؑ ہے شبیہ مصطفےٰ / پھر شبیہ اکبرؑ کا پوچھوگے تو لیگا کس کا نام
ہمشکل اکبرؑ میں ہوئے ہیں خود محمدؐ ہی شہید / تا نہ رہ جائے شہادت کی فضیلت ناتمام
لفظِ اکبرؑ اس طرح ہے کلمۂ تکبیر میں / جسطرح اللہ میں حرف مشدد ہے یہ لام

جشن میلاد مبارک میں یہ عرض رعدؔ ہے
اے شبیہ مصطفےٰ تم پر غریبوں کا سلام

مہرِ انور سے مہِ تاباں کو حاصل ضو مدام / اُس کی ناممکن گر ہے اسکی رویت صبح و شام
چاند میں آکر شعاعیں مہر کی ہوتی ہیں سرد / قابلِ دید اسلئے ہے ماہ با نور تمام
چشم بینا کو رہو دیکھے اگر اس مہر کو / تقویت بخش بصارت ماہِ تاباں ہے مدام
ماہِ رخسار محمد مہرِ نورِ ذوالجلال / مظہرِ نورِ خدا وجہ محمدؐ فی الانام
نورِ واحد ہیں وہی انوار بارہ اوصیا / ہیں یہی مظہر محمدؐ سے تا قائمؑ تک تمام
فی الحقیقت ہیں یہی انوار نور کبریا / ہیں محمدؐ بدر بارہ چاند ہیں بارہ امام
جسقدر پیش نظر ہو نورِ احمدؐ نورِ آل / دیدۂ حق بین میں افزوں بصیرت ہو دوام

دیکھ لو مظہر کو ناممکن ہے دیدارِ خدا
ماحصل اس نظم کا ہے رعدؔ یہ خیر الکلام

ہے علی اکبرؑ شبیہ حضرتِ خیر الانام / آسمانِ حسن کا پیدا ہوا ماہِ تمام
کاف و نونِ حسنِ عالم میں یہی دو نو حسین / مصطفےٰ ہے یا شبیہ مصطفےٰ ہے جسکا نام
یوسفؑ مصری تھے مطلوبِ زلیخا حسن سے / اور محبوبِ زلیخائے شہادت یہ مدام
طالب دیدار محبوبِ خدا بعدِ نبیؐ / دیکھ لیتا تھا علی اکبرؑ کو با شوق تمام
یوسفِ شبیرؑ ہے فخرِ حسینانِ جہاں / اسکے لایق تھی جہاں میں کب عروسِ صبح فام
ہو گئے اٹھارہ برس میں یہ شہیدِ راہِ حق / روزِ میلادِ علی اکبرؑ قضا کا ہے پیام

جشنِ میلادِ مبارک میں دعا مقبول ہو
تھی زیارت کیلئے سال گذشتہ بھی دُعا
واسطہ یارب شبیہِ احمدِ مختار کا
حاضرِ جشنِ ولادت کی دعا مقبول ہو
بانیٔ جشنِ مبارک خوش رہیں دارین میں
مال سے اقبال سے اولاد سے اور آل سے

اے گروہِ اکبری تم کو مبارک ہو مدام
فضلِ خالق سے دعا مقبول ہے تمہیں شادکام
ہے یہ مقبول ہو جشنِ ولادت کا کلام
دین و دنیا میں رہیں سب شاد کام و نیکنام
واسطہ اکبرؒ کا ہو مقبول ان کا اہتمام
یا الٰہی تا قیامت ہو یہی شاہِ نظام

کربلا کا اور نجف کا رعدؔ بھی زوار ہے
ہے خراساں و مدینہ کی تمنا والسلام

کچھ تو خوبی میں مقابل ایک سے ہو دوسرا
کون ہیں دو تو میں افضل خوبتر ہے یہ سوال
خوب ہے پیرِ مغاں یا ساقیٔ کوثر علیؑ
یہ سوال اچھا نہیں لیکن ہیں عرض اسکے جواب
فرق ہے کس طرح نمرود و خلیل اللہ میں
حُسنِ یوسفؑ خوبتر یا حسنِ لیلیٰ خوبتر
حضرت عیسیٰؑ کہ ہے دجالِ اعور خوبتر
باعثِ لولاک فخرِ انبیا محبوبِ حق
عالم و جاہل مساوی ہوں خلافِ عقل ہے
لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی یا لَا فَتیٰ اِلَّا سواہ
مومنانِ خاص ہیں یہ تابعِ حکمِ خدا
انکے حال و قال پہ کافی ہیں سبق دوگواہ

حق و باطل میں نہ پوچھو فرق ہے کس بات کا
ہو مقابل میں جو فرق انیس کا دبیس کا
یہ سوال ایسا ہے بت افضل ہے یا افضل خدا
آدم و ابلیس میں بہتر کہو تم کون تھا
حضرت موسیٰ تھے افضل خوب تھا فرعون کیا
تھے سلیمان صاحب تخت و نگیں یا دیو تھا
حضرت یوشع کہ افضل بلعمِ باعور تھا
ہیں محمدؐ مصطفیٰ یا قادیانی میرزا
سب کو ہے معلوم فرق انساں سے حیوان کا
مرحبِ عنتر ہیں افضل یا علیؑ شیرِ خدا
جان و دل سے ہیں فدا ئے خاندانِ مصطفیٰ
جشن میں رہتے ہیں خوش ماتم میں ہیں اہلِ عزا

حق و باطل کی فقط اے رعدؔ یہ تمہید تھی
اب بیاں کرتا ہوں وجہ خاص اصلِ مدعا

ہو مبارک آج ہمنام علیؑ پیدا ہوا
یوسفِ شبیرؑ ہم شکلِ نبیؐ پیدا ہوا

ہے علی نام خدا اکبر بھی اکبرؑ ہے لقب
وہ علی اکبرؑ وہ ہمنام علیؑ پیدا ہوا

لفظ ہے اللہ اکبر یا علی اکبرؑ ہے بس
تیسرا اکبر نہیں وہ تھی ہی پیدا ہوا

انتخابِ حسن میں واحد ہے محبوبِ خدا
دوسرا واحد کا ہم شکلِ نبیؐ پیدا ہوا

جن و انسان و ملک میں ہے مبارک کی صدا
کہتی ہیں حوریں ہمارا مشتری پیدا ہوا

ان کے دادا کا ہوا تھا عرشِ اعلیٰ پر نکاح
یہ بھی ہو نوشاہ جنت وہ علیؑ پیدا ہوا

رعد ہے جشن مبارک میں یہ ہاتف کی ندا
حامیِ خاصِ گروہِ اکبری پیدا ہوا

قصیدہ جشن ولادت شہزادہ علی اصغر علیہ السلام

ہر اہلِ وفا راضیِ تقدیرِ بلا ہے
لیکن یہ بلا بھی تو بہ مقدارِ ولا ہے

ہابیلؑ کا غم حضرتِ آدمؑ کو ملا ہے
ہر ایک پیمبر کا بھی ہر درد جدا ہے

اس درد میں حاصل ہے شفا اہلِ ولا کو
یہ درد ہی خود دردِ محبت کی دوا ہے

راحت میں مصیبت میں ہے وہ شاکر و صابر
ہر اہلِ ولا طالبِ تسلیم و رضا ہے

اولاد سے بہتر نہیں دنیا میں کوئی شے
ماں باپ سمجھتے ہیں یہی وجہ بقا ہے

لیکن نہیں کچھ اور غرض اہلِ ولا کو
وہ خوش ہیں کہ فرزند بھی راضی بہ رضا ہے

ہے خاتمۂ نعمت و غمِ سبطِ نبیؐ پر
ایسا کوئی عالم میں نہ ہوگا نہ ہوا ہے

سردارِ جوانانِ جناں ہیں یہی نعمت
ماں فاطمہؑ ہے باپ علیؑ شیرِ خدا ہے

بھائی ہے حسنؑ دوسرا عباسِؑ علیؑ ہے
نانا بھی محمدؐ ہے جو محبوبِ خدا ہے

فرزند ہے عابدؑ کہ جو ہے فخرِ عبادت
اکبرؑ ہے کہ ہم شکلِ نبیؐ خلق ہوا ہے

ہے تیسرا فرزند علی اصغرِ معصوم
جو نام میں اصغرؑ ہے شہادت میں بڑا ہے

ہے آج اسی جشنِ ولادت کی یہ تقریب
اصغرؑ بخدا محسنِ محبوبِ خدا ہے

اس جشنِ مبارک میں پڑھو مطلعِ ثانی
اے رعدؔ یہاں جمع ہر اک اہلِ ولا ہے

خود روزِ ولادت یہ شہادت کی صدا ہے
بچہ کوئی ایسا تو نہ ہوگا نہ ہوا ہے

محضر جو بنا روزِ ازل بہرِ شہادت
بچہ کوئی شش ماہہ نہ اصغرؑ کے سوا ہے

ہیں پیر و جواں واقفِ اسرارِ شہادت
بچہ بھی ہو راضی تو یہ فخرِ شہدا ہے

جز صبرِ حسینؑ ابنِ علیؑ تا بہ قیامت
یہ صبر کسی اور سے ہوگا نہ ہوا ہے

اکبرؑ ہوئے مقتول جو ہم شکلِ نبیؐ تھے
ہم شکلِ علیؑ بھی ہدفِ تیرِ بلا ہے

ہوتی نہ شہادت تو خدا کہتے تھے ان کو
خاصانِ خدا کیلئے مشروطِ رضا ہے

اصغرؑ ہے یہ ہم شکلِ علیؑ اور علیؑ وہ
اللہ کا بندہ ہے نصیری کا خدا ہے

یہ قول نصیری کا ہے جو کفر ہے بیشک
ہم کہتے ہیں بندہ ہی مگر شانِ خدا ہے

ہے رعدؔ شبِ جشن لکھو مطلعِ انوار
خورشید بھی اب شرم سے مغرب میں چھپا ہے

کیا حسنِ تجلی علی اصغرؑ کو ملا ہے
یوسفؑ مہِ کنعاں ہی یہ خورشید سما ہے

اصغرؑ کی ولادت میں یہ اعجاز نیا ہے
طفلی میں وہ مختارِ شفاعت کا ہوا ہے

خود حسن میں بے مثل حبیبِ دوسرا ہے
ہمنامِ خدا نفسِ محمدؐ بخدا ہے

اس حسن کا شبیرؑ ہی اعجاز نما ہے
وہ نورِ نبیؐ نورِ علیؑ جمع ہوا ہے

اکبرؑ ہی ہم صورتِ محبوب بنا ہے
اصغرؑ ہی ہم شکلِ علیؑ نامِ خدا ہے

ہم شکلِ نبیؐ اور علیؑ کون ہوا ہے
بس اکبرؑ و اصغرؑ ہے نہ اب انکے سوا ہے

ہر سال ہی شبِ قدر جو مقبول دعا ہے
لیکن یہ شبِ جشن ہی قدر اسکے سوا ہے

حبِّ محمدؐ و آل اور وسیلہ نہ دعا ہے
اعمال جو مقبول ہیں وہ انکی ولا ہے

سب ہے اجر رسالت کا اگر انکی ولا ہے
عصیاں کے مرض میں نہ دوا ہے نہ دعا ہے
مومن ہوں مجھے غیر سے اب کام ہی کیا ہے
مقبول ہوں اشعار کہ اصغرؑ کی ثنا ہے
دارین میں مقبول خدا اہلِ ولا ہے

فرمانِ رسالت ہے یہی حکم خدا ہے
ہاں انکی شفا آلِ محمدؐ کی ولا ہے
بس حسنِ عمل آلِ محمدؐ کی ثنا ہے
اس جشنِ مبارک میں یہی میری دعا ہے
دنیا میں ولا اور صلہ روزِ جزا ہے

اے رعدؔ علامت ہے یہی اہلِ ولا کی
ہے جشن ولادت میں شہادت میں عزا ہے

جس نے دیکھا تجھکو دل سے والہ و شیدا ہوا
ہے کلیم اللہ و روح اللہ خلیل اللہ بھی
صنعت خلاق کا تجھ پر ہوا ہے خاتمہ
خود خدا مداح ہے تیرا بشر کی کیا مجال
عارف حق تو ہے یا تیرا وصی و جانشین
عارف ذاتِ علیؑ بس تو ہے یا اللہ ہے
نام کی خوبی نہیں کافی فضیلت کی دلیل
یوں تو سب اللہ اکبر کہتے ہیں وقتِ اذاں
اور بھی لاکھوں شہید تیر و خنجر ہو گئے

تو نہیں یوسفؑ کہ مطلوبِ زلیخا ہو گیا
یا محمدؐ ہے لقب تیرا حبیبِ کبریا
منتخب ختم رسالت میں جو تو یکتا ہوا
ختم واصف سے نہ حق نعت کا مضمون ہوا
تیرا عارف ہے خدا یا ہے علی مرتضیٰؑ
اور تیرے بعد بھی عارف ہیں تیری اوصیا
نام ہے کافور زنگی کا خلافِ مدعا
کربلا میں تھی اذاں خاص اکبرؑ کی صدا
سب سے اعظم ہے علی اصغرؑ شہید کربلا

مہدیٔ دین رعدؔ ہے بیشک امام ابنِ امام
اور بھی مہدی ہوئے معصوم کب ہے دوسرا

مومناں خاص ہیں یہ تابع حکم خدا
ان کے حال و قال پر کافی ہیں بس دو گواہ
ہو مبارک اصغرؑ یوسفؑ لقا پیدا ہوا

جان و دل سے ہیں فدائے خاندانِ مصطفےٰ
جشن میں رہتے ہیں خوش ماتم میں ہیں اہلِ عزا
آج ہم شکلِ علی مرتضیٰؑ پیدا ہوا

آسمان حسن کا یکتا تھا اکبرؑ آفتاب
شش جہت میں ہے مبارکباد کی پیدا صدا
ناز ہے جس سے شہادت کو شفاعت کو مدام
تا قیامت جس کا ہے جشنِ ولادت یادگار
جشنِ میلاد مبارک میں دعا مقبول ہے
ثانیِ اکبرؑ نہیں عالم میں اصغرؑ کے سوا
ہیں عدد اصغرؑ کے بڑھکر اور ہیں اکبرؑ کے کم
نام اصغرؑ کے ہیں بڑھ کر سب شہیدوں سے عدد

ماہتاب حسنِ اصغرؑ دوسرا پیدا ہوا
آج وہ نام علی نام خدا پیدا ہوا
وہ علی اصغرؑ شہید کربلا پیدا ہوا
وہ گروہِ اصغری کا پیشوا پیدا ہوا
ہو مبارک اصغرؑ اے اہل ولا پیدا ہوا
اس سے بہتر پھر نہ کوئی قافیہ پیدا ہوا
اس سے بڑھ کر ہو عدد کب دوسرا پیدا ہوا
سب سے بڑھ کر شافع روزِ جزا پیدا ہوا

یا الٰہی رعد کا بھی خاتمہ بالخیر ہو
واسطہ اس کا جو بہر دعا پیدا ہوا

تواریخ عقد مبارک و مسعود شاہزادگان بلند اقبال ادام اقبالہم العالی

نکو دا بادشاہ روم سابق
نوشتم رعد نذر کتخدائی
قرین زہرہ و ماہ عامل شرف
ولی عہد در عہد شکر خدا
پنجشنبہ اول ماہ رجب وقتِ سعید
یک ہزار و سہ صد و پنجاہ سال از شاہی ست
شہزادہ ولی عہد کہ اعظم جاہ است
ایں عقد مبارک است مسعود آ رعد
شہزادہ ہمیں لعلِ بدخشانِ دکن

لوامع عقد اعظم جاہ تاریخ
قرانِ مشتری با ماہ تاریخ
سلیمان و بلقیس فرخندہ پے
رجب مدت ماہ عقد است و مے
ہمسر آصف ولیعہد دکن مع شاہ شد
نیک حال و ہم مبارک عقد اعظم جاہ شد
نوشاہ شد از فضلِ خدائے قیوم
عقدِ در شاہوار باشد موسوم
عقدِ دُرِ شہوار مناسب باشد

ہے سالِ عقدِ اعظم جاہ سرکار
مبارک روز و مہ سالِ ہمایوں
ہزار و سہ صد و پنجاہ شہرت
دلہن رشک پری ہی اور ہی نوشاہ شہزادہ
معظم جاہ یہ عقدِ میمنزہ

مبارک ہو ہمیشہ دُرِ شہوار
معظم جاہ شد نوشاہ میمون
سعادت مند عقد با سعادت
معظم جاہ و نیلوفر مبارک عقد ہی دو الا
مبارک ہو ہمیشہ حسب دلخواہ

میرزا در علی رعد طبیب و ہم منصبدار

در مدح سلطان العلوم شاہ آصفجاہ خسرو ملک دکن خلد اللہ ملکہ بہ صنعت ازدواج یعنی دو لفظ متشابہ الآخر

شاہ دکن بہ ملک دکن شاد ہاں بماں
تو شاہ آصفی و بہ جاہ تو جاہ جاہ
صیت تو لئے تست بہ ہر بے نوا نوا
شد مخزنِ نوال تو بر خاص و عام عام
سلطان علم ہستی و از انقیادِ یاد
در داست از نظام برائے انام نام
عثماں بماں بہ گلشن اقبال باغ باغ
از لطف فیض خاص بہ ہر بے نوا نوا
در ذِ زبانِ اہلِ جہاں شد دکن دکن
طالع رفیق و بختِ تو ای شہریار یار
عمر و جلال و جاہ تو چوں کیقباد باد
این عقد اعظم است و معظم بہ جاہ جاہ
این زینۂ طرب کہ رجب ہست ماہ ماہ
اے رعد شہر علم نبی حیدر است در

کاندر امانِ تست بدارالاماں اماں
از عز و شان تست بہ ہر عز و شاں نشاں
در دستِ فیض تست بہ ہر ناتواں تواں
بحرِ عطائے تست چو آبِ رواں رواں
جمع اند در مدراس تو ماہراں ہر آں
دائم گل مراد ز ہر بوستاں ستاں
انعام عام تست کہ بر ادعیاں عیاں
در فیض لطفِ عام ہمہ ناکساں کساں
نبود وسیلۂ زپے عاجزاں جز آں
ایں عقد ہر دو نور دو چشم است جان جاں
مدحت کند چو خسرو شیریں بیاں بیاں
بر نظم رعد و زر کف زرفشاں فشاں
معراج عقد نیک شدہ نردباں باں
علی کہ معترف ہمہ پیغمبراں بر آں

میرزا در علی رعد منصبدار و ہم طبیب

تاریخ ولادت باسعادت باعث ایجاد عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سالِ میلادِ رسول افضل
ایسی تاریخ نہ ہوگی نہ ہوئی
بشر و جن و ملک سے ہے محال
روز و تاریخ و سنہ اسلامی
رعدؔ ہے میری کرامت بیشک
صوری و معنوی ایسی تاریخ

ہفدہم — جمعہ — ربیع اول
ماضی و حال ہو یا مستقبل
ایسی تاریخ نہ ہوگی اکمل
عیسوی سال ہے اعدادِ جمل
فیض ممدوح سے تاریخ اول
خاص تھی میرے لئے روزِ ازل

ہے یقین اس کا صلہ روزِ جزا
مجھکو مل جائے گا جنت کا محل

نادر الدہر حکیم میرزا نادر علی الموسوی
۱۳۴۱ھ

المآقال۔ نادر اخوان کہ ہستی امید کہ نادر زمان نیز شوی۔ بارک اللہ فیک ھذا الدعا ریکفیک

شرح دستخط سلطان العلما رادیب الدولہ نادر الملک حضرت آقا سید علی صاحب شوستری اعلی اللہ مقامہ

سپاس نامہ بعالیجناب نواب سالارجنگ بہادر دام اقبالہ العالی

۱۳۵۰ھ

یوسف مصر عطا آں قدرداں سالارجنگ ۱۳۴۱ف	ماجد خلق و پناہ بیکساں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
یادگار لایق عالی نسب مختار ملک ۱۹۳۱ء	والی الطاف عالی خانداں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
روز افزوں دولت و اقبال و عمر و زندگی ۱۳۵۰ھ	ناموری بہ علم و عز و شاں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
قدردان علم باشی رونق اہل علوم ۱۳۵۰ھ	از فراوان علم و تجربے گراں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
مدعا حاصل کتاب از عالم تنکا.نی ۱۳۴۱ف	ترجمہ از من بحق ہندیاں سالارجنگ ۱۳۴۱ف
حصہ سوم بشد چاپ از عطائے پیشیت ۱۳۴۱ف	ہست اکمالش بیان جاں و داں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
جزو رابع جزو پنجم ہست مقصود مراد ۱۳۵۰ھ	از دیاد جود باشد زرفشاں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
در زمیں قارون و گنج اور و آزاری کناں ۱۳۵۰ھ	دولت مقبول ماند در جہاں سالارجنگ ۱۳۴۱ف
جزو سوم از عطائے تست مقبول انام ۱۳۵۰ھ	ایں در معروف باز ارجاں سالارجنگ ۱۳۴۱ھ
گشت مقبول زماں انعام و مطبوع جہاں ۱۳۵۰ھ	ایں کتاب سیر حال عالماں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ
یادگار ایں ترجمہ از رعد و ز تو ہر عطا ۱۹۳۱ء	تحفہ اقبال ماند در جہاں سالارجنگ ۱۳۵۰ھ

میرزا ور علی رعد طبیب و ہم منصبدار ۱۳۵۰ھ	بہر سال حصہ سوم بہ مدحت شد عطا ۱۳۵۰ھ از سر وشم کارسازی بیا سالارجنگ ۱۳۴۱ف	بہ شانزدہم ماہ جمادی الآخر ۱۳۵۰ھ کتبہ جزو سوم آخر ۱۳۵۰ھ